اردو زبان کے اچھے اشعار

بہ لحاظِ حروفِ تہجی

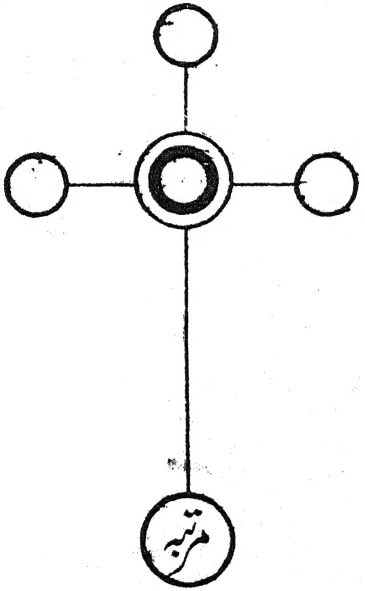

سید محمد عسکری باقری

Acc. No.
388

نام مرتب :- سید محمد عسکری باقری
(ڈپٹی کلکٹر ملازم)

باقری منزل 2-2-1-735 نورخاں بازار
حیدرآباد 500 024 اے پی انڈیا

کتابت :- میرزا عادل بجمی

مطبع :- اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

تعداد :- (۵۰۰) سنہ اشاعت جنوری ۱۹۹۰ء

ملنے کے پتے

(۱) مکانِ مرتب۔

(۲) سلمان بک سنٹر دارالشفاء

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

قیمت ۱۵ روپے

ل

اب بھی دماغِ رفتہ ہمارا ہے عرش پر	گو آسماں نے خاک میں ہم کو ملا دیا	میر تقی میر
ان نے کھینچا ہے مرے ہاتھ سے داماں اپنا	کیا کروں گر نہ کروں چاک گریباں اپنا	،، ،،
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں	تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا	ولی اورنگ آبادی
ایک دن ہاتھ لگایا تھا ترے دامن کو	اب تلک سر ہے خجالت سے گریبان کے بیچ	حاتم
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے	خواجہ میر درد
اقرار میں کہاں ہے انکار کی یہ خوبی	ہوتا ہے شوق غالب اسکی نہیں نہیں پر	میر تقی میر
اک ہمیں خار تھے آنکھوں میں سبھی کے سو چلے	بلبلو خوش رہو اب تم گل و گلزار کے ساتھ	شیخ قیام الدین قائم
اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے	دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں	میر تقی میر
ان گل رخوں کی قامت مہکے ہے یوں ہوا میں	جس رنگ سے لچکتی پھولوں کی ڈالیاں ہیں	،، ،،
آگے مو کے کیا کریں دستِ طمع دراز	وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے	،، ،،
اٹھتے نہیں پلک سے تا ہم تلک بھی آویں	پھرتی ہیں وے نگاہیں پلکوں کے سائے سائے	،، ،،
اتنی نہیں ہے دیدہ ورائی کہ غیر سے	آنکھیں لڑائیے ہمیں آنکھیں دکھائیے	،، ،،
ایک دم بھی نہ ملا ہم کو قرار	اس دل بے قرار کے ہاتھوں	میر غلام حسن حسن
اگر کہیں تو کسی کو نہ اعتبار آئے	کہ ہم کو راہ میں اک آشنا نے لوٹ لیا	نظیر اکبر آبادی

آپی کیا ہے اپنے گریباں کو ہم نے چاک	آپی سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا	نظیر اکبرآبادی
امنڈ کے آنکھ سے اکبار بہہ چلے آنسو	ہنسی ہنسی میں جو ذکرِ وداعِ یار آیا	خواجہ حسن حسن
اک تو تھا آتشِ سوزاں بدنِ سرخ ترا	شعلہ بر شعلہ ہوا پیرہنِ سرخ ترا	خواجہ حیدر علی آتش
ایک شب بلبلِ بیتاب کے جاگے نہ نصیب	پہلوئے گل میں کبھی خار نے سونے نہ دیا	" " "
امانت کی طرح رکھا زمیں نے روزِ محشر تک	نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تارِ کفن بگڑا	" " "
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	" " "
اس بلائے جاں سے آتش دیکھیے کیونکر بنے	دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوئے دوست	" " "
اس قدر اہلِ جہاں کو ہے محبت زر کی	پیٹ میں مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا	" " "
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے	آج آتی شبِ فرقت میں تو احساں ہوتا	امام بخش ناسخ
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	ذوق
اے شمع تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات	رو کر گذار یا اسے ہنس کر گذار دے	"
آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں	تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل	رند لکھنوی
صدا دی کعبہ میں ناقوس دیر میں پھونکا	کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا	رضا برق
اس نقشِ پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل	میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بھل گیا	مومن خاں مومن
اللہ ری گمرہی بت و بت خانہ چھوڑ کر	مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ	" "
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے	کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی	" "

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت	دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ	شیفتہ
اسیر کر کے ہمیں حکم دے گیا صیاد	قفس ہو تنگ تو اُنکے نہ بال و پر رکھنا	مہتاب علی بیگ منشی
اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں	اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں	آزردہ
ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ	ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا	داغ دہلوی
اپنی جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار	اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت	حالی
اس لئے چپ ہیں کہ کوئی نہیں سننے والا	ورنہ کہنے کو سراپا لبِ گویا ہم ہیں	اعظم
اگر حد سے گذریں تو بیشک حرام	جو تھوڑی سی پی لی تو کیا ہو گیا	آزاد انصاری
اُتر گئی سرِ بازارِ شیخ کی پگڑی	گرہ میں دام نہ ہوں گے ادھار پی ہوگی	ریاض خیرآبادی
اہلِ محشر دیکھ لوں قاتل کو تو پہچان لوں	بھولی بھالی شکل تھی اور کچھ بھلا سا نام تھا	کیفی
اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا	مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہو یا میرا	اقبال
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی	جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی	〃
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی	اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی	〃
اے بادِ بیابانی مجھ کو بھی عنایت ہو	خاموشی و دل سوزی سرمستی و رعنائی	〃
آئینہ میں وہ دیکھ رہے تھے بہارِ حسن	آیا مرا خیال تو شرما کے رہ گئے	حسرت موہانی
اِترا کے آئینہ میں چڑاتے تھے میرا منہ	دیکھا مجھے تو جھینپ گئے منہ چھپا لیا	احمد ندوی شوق
اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا	زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا	فانی بدایونی

اک برق سرطور ہے لہرائی ہوئی سی	دیکھی ترے ہونٹوں پہ ہنسی آئی ہوئی سی	فانی بدایونی
آ اے گل خودرو لگالوں تجھے گلے	تو بھی مری طرح سے لٹا ہے شباب میں	" "
اسیروں میں بھی ہو جائیں جو کچھ آشفتہ سر پیدا	ابھی دیوار زنداں میں ہوا جاتا ہے در پیدا	اقبال احمد سہیل
اس نگاہِ شرگیں نے کر دیا رسوا ہمیں	ہائے وہ افسوں جو آخر کو فسانہ ہو گیا	رضا علی وحشت
اللہ اللہ حسن کی یہ پردہ داری دیکھیے	بھید جس نے کھولنا چاہا وہ دیوانہ ہوا	آزاد لکھنوی
اسیرانِ قفس پر ظلم تو صیاد کرتے ہیں	کہ ان کے پر کتر لیتے ہیں تب آزاد کرتے ہیں	محمد ناظر علی ناظر
انگلیاں اٹھنے لگیں دست حنائی پہ ترے	رنگ لائیگا ابھی خونِ شہیداں کیا کیا	جعفر علی خاں اثر
اے ہمرہانِ دشتِ محبت چلے چلو	اپنا تو پائے شوق سلاسل میں رہ گیا	تلوک چند محروم
آپ ہیں ہم ہیں مئے ہے ساقی ہے	یہ بھی اک امرِ اتفاقی ہے	محمد نوح ناروی
اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہلِ دل	ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا	جگر مراد آبادی
اب ان کا کیا بھروسہ وہ آئیں یا نہ آئیں	آ اے غمِ محبت تجھ کو گلے لگائیں	" "
اے محتسب نہ پھینک ارے محتسب نہ پھینک	ظالم شراب ہے ارے ظالم شراب ہے	" "
آؤ جہاں پر ہم کریں پیدا نیا عالم کریں	تم جانِ حسن ہو اور ہم ہیں جانِ عاشقی	" "
اس کا رونا نہیں کیوں تم نے کیا دل برباد	اس کا غم ہے کہ بہت دیر میں برباد کیا	شبیر حسن خاں جوشؔ
آڑے آیا نہ کوئی مشکل میں	مشورے دے کے ہٹ گئے احباب	" "
ابھی کچھ اور ہو انسان کا لہو پانی	ابھی حیات کے چہرے پہ آب و تاب نہیں	تاج ور

ایسا نہ ہو یہ درد بنے درد لازوال	ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو	تبسم
انہیں دیکھا تو زاہد نے کہا ایماں کی یہ ہے	کہ اب انسان کو سجدہ روا ہونے کا وقت آیا	بشیر
آنکھوں میں ہے اک گوہرِ غربال تمنا	ہر اشک میں اک شوق کی تربت نظر آئی	آنند نارائن ملا
او نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم	بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمک داں ہو جائے	شاہ بدیع الدین قادری
ادائے حسن نے بخشی ہے طاقتِ پرواز	ہوائے شوق میں اڑتا ہوں بال و پر نے کہا	احمد سیر کاکوری
آزادی کی دھومیں ہیں شہر میں ترقی کے	ہر گام ہے پسپائی ہر وضع غلامانہ	صدیق مجنوں
امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی	وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا	چراغ حسن حسرت
اک عشق کا غم آفت اور اس پہ یہ دل آفت	یا غم نہ دیا ہوتا یا دل نہ دیا ہوتا	〃 〃
آنکھ تمہاری مست بھی ہے اور مستی کا پیمانہ بھی	ایک چھلکتے ساغر میں ہے بھی ہے مینا بھی	ساغر نظامی
اک بار مجھے عقل نے چاہا تھا بہلانا	سو بار جنوں نے تری تصویر دکھا دی	ماہر القادری
اک دلنشیں نگاہ میں الجھا یہ خلش	نشتر کی نوک جیسے کلیجے میں ٹوٹ جائے	منذر نیاز
آنکھ میں آنسو لب پہ خموشی	دل کی بات اب راز کہاں ہے	ماہر القادری
ان لبوں کو تھا گستاخیوں کا حوصلہ	ہم نے تا عمر بھروسہ ہم کو ترساتا رہا	اختر شیرانی
انہیں کو عرضِ وفا کا تھا اشتیاق بہت	اُنہیں کو عرضِ وفا ناگوار گذری ہے	جواد علی عابد
اک نقطہ مظلوم کا نالہ رسا ہوتا نہیں	اے خاد نیا میں تیری رتبہ کیا ہوتا نہیں	باں مکند عرش
اک شہر میں اک آہوئے خوش چشم سے ہم کو	کم کم ہی سہی نسبتِ پیمانہ رہی ہے	مخدوم محی الدین

اس عہد میں بھی دولت کونین کے باوصف	ہر گام پہ انکی جو کمی تھی سو کمی ہے	مخدوم محی الدین
آنسوؤں کو بھی پیا جرعۂ صہبا کی طرح	ساغر و جام بنے دیدۂ پُرنم کیا کیا	اختر انصاری
ابھی آزادیٔ انساں ہے فریبِ انساں	دلِ انساں ہے نشانہ وہی انسانوں کا	شاہد عزیز روش
اتنا بھی ہوش کس کو مری جستجو میں تھا	کب سر جھکا کے گردشِ دوراں گذر گئی	روش صدیقی
اے موجِ بلا انکو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے	کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں	معین احسن جذبی
اک ایسا راز دیا ہے مجھے چھپانے کو	جسے وہ چاہیں تو خود بھی چھپا نہیں سکتے	״ ״ ״
اپنی ہستی کی حقیقت کیا میں دنیا پھونک دوں	کاش مل جائے وہ سوزِ غم جو پروانوں میں ہے	״ ״
ان کی معصوم اداؤں پہ نہ جانا اے دل	سادگی میں بھی قیامت کا فسوں ہوتا ہے	آل احمد سرور
اٹھ کر تو آ گئے ہیں تری بزم سے مگر	کچھ دل ہی جانتا ہے کہ کس دل سے آئے ہیں	فیض احمد فیض
اللہ اللہ کس قدر نازک ہے وہ دورِ حیات	جس میں پھولوں پر بھی کانٹوں کا گماں پڑے کرنا	شمیم جے پوری
اک فصلِ گل کو لیکے تہی دست کیا کریں	آئی جو فصلِ گل تو گریباں بھی چاہیے	حبیب احمد صدیقی
اک عقیدت ہے وضعداری ہے	بے وفا سے نباہ کرتے ہیں	روحی الہ آبادی
آنکھوں کی نیند دل کا سکوں خواب ہو گیا	میں سوچتا ہوں یہ بھی کوئی زندگی ہوئی	احسان دانش
آگ بھی ان گھروں کو لگتی ہے	جن گھروں میں چراغ جلتے ہیں	اقبال صفی پوری
ان کا ذکر ان کی تمنا ان کی یاد	وقت کتنا قیمتی ہے آج کل	شکیل بدایونی
اکثر بہ زعمِ ترکِ محبت خدا گواہ	گزرا چلا گیا ہوں دیارِ حبیب سے	״ ״

اُن کا آنا حشر سے کچھ کم نہ تھا	اور جب بیٹے قیامت ڈھا گئے	نثار احمد نثار
اے حریصِ میکدہ خونِ زندگی نہ پی	تو شراب اگر پیئے تجھ کو پارسا کہوں	نشور واحدی
اغیار کو گل پیر سنی ہم نے عطا کی	اپنے لئے پھولوں کا کفن ہم نے بنایا	،، ،،
اک نیم تبسم سے ہوتا ہے چمن زندہ	یعنی نفسی سیکھے غنچہ دہنی پہلے	،، ،،
اہلِ کمال کا ہے پتہ تیرگیٔ غم	ڈھونڈو وہیں چراغ اندھیرا جو گھر ملے	،، ،،
آغازِ محبت ہے اور دل یوں ہاتھ سے نکلا جاتا ہے	جیسے کوئی الہڑ کا آنچل دھکا جائے سرکا جائے	،، ،،
آگے جبینِ شوق تجھے اختیار ہے	یہ دیر ہے یہ کعبہ ہے یہ کوئے یار ہے	، خمار
اے دوست آ بھی جا کہ میں تصدیقِ گریہ کو	سب کہہ رہے ہیں آج فضا خوشگوار ہے	،،
ایک کوزہ میں سما جائیگا دریا کیونکر	کس طرح رکھ کے لفافہ میں تمنا بھیجوں	ادا جعفری
اے دوست ہم نے ترکِ محبت کے باوجود	محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی	رضا ناصر
آئی تھی چند گام ہی بیوفا کے ساتھ	پھر عمر بھر کو بھول گئی زندگی ہمیں	جاوید کمال
آنکھوں کا تو کام ہی ہے رونا	یہ گریۂ بے سبب ہے پیارے	
اے بادِ صبا ہم تو جب جانیں بہا آئی	سوسن میں ہو گویائی نرگس میں ہو بینائی	رشید کوثر

ب

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے یہ اے غافل	گئی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اور تو نہیں چیتا	محمد شاکر ناجی
بے وفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھ کو میری وفا ہی راس نہیں	سید محمد میر اثر
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ	اب توقع نہیں رہائی کی	میر
بیخودی میں ہم تو تیرا در سمجھ کر جھک گئے	اب خدا معلوم کعبہ تھا کہ وہ بتخانہ تھا	طالب جے پوری
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا	آتش
بے نیازی سے فریب اے بتِ عیار نہ دے	ہم نہ مانیں گے خدا صورتِ انساں ہوگا	״
بتوں کو چاہ کے ہم تو عذاب ہی میں رہے	شبِ فراق کٹی روز انتظار آیا	رحیم الدین حیا
بات بھی آپ کے آگے نہ زباں سے نکلی	لیجئے آئے تھے ہم سوچ کے کیا کیا دلمیں	وزیر علی صبا لکھنوی
بُت کریں آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی	سید محمد خاں رند لکھنوی
بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم	الٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا	غالب
بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی	״
بے عذر وہ کر لیتے ہیں وعدہ یہ سمجھ کر	یہ اہلِ مروت ہیں تقاضہ نہ کرینگے	شیفتہ
بُت کو بُت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں	ہم بھی دیکھیں کہ تجھے دیکھ کے کیا کہتے ہیں	داغ
بات کرنی تک تمہیں آتی نہ تھی	یہ ہمارے سامنے کی بات ہے	״

برق نے اک طرزِ بیتابی مرا سیکھا تو کیا	سینکڑوں باتیں ہیں ایسی خاطرِ ناشاد میں	اصغر علی خاں نسیم لکھنوی
بلایا موت کو برسوں میں التجا کر کے	خدا کے پاس چلا ہوں خدا خدا کر کے	بیخود دہلوی
بند کی آنکھیں تو پایا تجھکو اے پردہ نشیں	وسعتِ حدِ نظر سے دور لیکن دل کے پاس	جلیل مانکپوری
بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی	کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی	" "
بچپن سے ہی یہ کہتے ہیں انداز آپ کے	جو اہلِ دل ہیں وہ ہمیں دلبر بنائیں گے	" "
بلا سے ہو پامال سارا زمانہ	نہ آئے تمہیں پاؤں رکھنا سنبھل کر	ثاقب قزلباش لکھنوی
باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے	جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے	" "
باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں	کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر	اقبال لاہوری
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق	عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی	" "
بزمِ اغیار میں ہر چند وہ بیگانہ رہے	ہاتھ آہستہ مرا پھر بھی دبا کر چھوڑا	حسرت موہانی
برق کو ابر کے دامن میں چھپا دیکھا ہے	ہم نے اس شوخ کو مجبورِ حیا دیکھا ہے	" "
بھلا وہ خاطرِ آزردہ کی تسکین کیا جانیں	جنہوں نے خود نمائی خود پرستی زندگی بھر کی	وحید الدین سلیم
بلا تقصیر مجھ سے کھنچ گئے یہ بانکپن اچھا	عدو سے بے تکلف مل گئے یہ سادگی اچھی	رضا علی وحشت
بری سرشت نہ بدلی جگہ بدلنے سے	چمن میں آکے بھی کانٹا گلاب ہو نہ سکا	آرزو لکھنوی
بھولے بن کے حال نہ پوچھو بہتے ہیں اشک تو بہنے دو	جس سے بڑھے بے چینی دل کی ایسی تسلی رہنے دو	" "
بتوں کو دیکھ کے سب نے خدا کو پہچانا	خدا کے گھر تو کوئی بندۂ خدا نہ گیا	یاس یگانہ چنگیزی

بس ایک سایۂ دیوارِ یار کیا کم ہے	اٹھائے سر سے مرے سایہ آسما[illegible] اپنا	یاس یگانہ چنگیزی
بجھتی ہی نہیں اب کسی صورت سے مری پیاس	شاید مرا مقصد ہی مری تشنہ لبی ہے	جگر مرادآبادی
بہت حسین سہی صحبتیں گلوں کی مگر	وہ زندگی ہے جو کانٹوں کے درمیاں گذرے	〃 〃
بڑی دولت ہے دنیا کا کسی پر مہرباں ہونا	مگر دنیا ہے یہ دنیا ہے کسی کی مہرباں کب تک	جوش ملیح آبادی
بہت قریب کہیں مسکرا رہا ہے کوئی	رگِ جنوں ہے، رگِ گل ہے یا رگِ جاں ہے	فراق گورکھپوری
بہت لطیف ہیں کیفیتیں محبت کی	وہ بوالہوس ہے، جو کرتا ہے جیب و دامن چاک	احسان اعظم گڑھی
برقِ ناحق چمن میں ہے بدنام	آگ پھولوں نے خود لگائی ہے	آنند نارائن ملا
بیخود ایسا کیا خودِ شبِ تنہائی نے	صبح سے شمع جلا دی تری سودائی نے	حیدر حسین جعفری لکھنوی
بہکی بہکی نگہ ناز خدا خیر کرے	حسن میں عشق کے انداز خدا خیر کرے	〃 〃
بہار آئی ہے بلبل درد دل کہتی ہے پھولوں سے	کہو تو میں بھی اپنا دردِ دل تم سے بیاں کر لوں	اختر شیرانی
بہاریں سمٹ آئیں کھل جائیں کلیاں	جو ہو تم چمن میں کبھی مسکرا دیں	〃 〃
بھلا چکی دل سے شامِ غربت ہر ایک نقشہ ہر ایک صورت	ہماری آنکھوں میں لیکن اب تک فروغِ صبحِ وطن ہے باقی	〃 〃
بوئے خوں آتی ہے صحرائے تمنا سے مجھے	کھیلتا ہوں دلِ وحشی کا شکار آج کی رات	سید عابد علی عابد
برق تھا اضطرابِ دل لیکن	آرزوؤں کا باغ جل نہ سکا	عرش ملسیانی
بادہ کشی حرام ہے یا زندگی حرام	تصدیق کر رہا ہوں ستم روزگار سے	عبدالحمید عدم
بے صحبتِ رخسار اندھیرا ہی اندھیرا	گو جام وہی ہے، وہی میخانہ وہی ہے	مخدوم محی الدین

بھولے تو نہ ہوں گے وہ تجلی کی حکایت	وہ تذکرۂ داغِ جگر یاد تو ہوگا	نہال سیوہاروی
بہر حالت بتوں کو پوجتے ہیں	بہر صورت ہمارا بھی خدا ہے	شاد عارفی
بہت مشکل ہے دنیا کا سنورنا	تری زلفوں کا پیچ و خم نہیں ہے	اسرار الحق مجاز
باعثِ رشک ہے تنہا روی رہرو شوق	ہم سفر کوئی نہیں دوری منزل کے سوا	سردار جعفری
بس ایک موجِ تبسم بس اک فریبِ نشاط	خزاں نصیب بہاروں کی زندگی کیا ہے	آلِ احمد سرور
باغباں ہوش کہ برہم ہے مزاجِ گلشن	ہر کلی ہاتھ میں تلوار لئے پھرتی ہے	فیض احمد فیض
بجز ترے کوئی موضوعِ گفتگو ہی نہیں	عجیب حال ہے ترکِ تعلقات کے بعد	شمیم جے پوری
بھٹک رہا ہے مضمحل لکوں میں کاروانِ خیال	بس اب خدا کیلئے کاکلیں سنوار دو بھی	احمد ندیم قاسمی
بہار جب بھی چمن میں دیئے جلاتی ہے	ہجومِ گل سے مجھے تیری آنچ آتی ہے	〃 〃
بڑی امید لگائے ہوں شامِ غم سے مگر	جو شامِ غم بھی بسر ہو گئی تو کیا ہوگا	بہزاد لکھنوی

بڑی امید لگائے ہوں شامِ غم سے مگر	جو شامِ غم بھی بسر ہو گئی تو کیا ہوگا	بہزاد لکھنوی
بدا ہاتھ میں شکستِ ظفر نیک ہاتھ میں	اکثی ہاتھ کٹ کر جا گرا ہاتھ ایک ہاتھ میں	انیس

پ

پگڑی اپنی سنبھالیئے گا میر	اور بستی نہیں یہ دلی ہے	میر
پایا ہے مرے دل نے محبت کے صلہ میں	زخموں سے مہکتا ہوا گلزارِ تمنا	〃
پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے	جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے	〃
پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں	اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی	〃
پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے	ذوق
پاسِ دیں کفر میں رہا ملحوظ	بت کو پوجا خدا خدا کر کے	سید محمد خاں رند لکھنوی
پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق	آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا	غالب
پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیانے کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	〃
پلا دے اوک سے ساقی جو مجھ سے نفرت ہے	پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے	〃
پھر کسی کام کا باقی نہیں رہتا انساں	سچ تو یہ ہے کہ محبت بھی بلا ہوتی ہے	اکبر الہ آبادی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحتِ اندیش ہو عقل	عشق گر مصلحت اندیش ہو تو خام بھی ہے	اقبال لاہوری
پہوپی یہاں بھی شیخ و برہمن کی گفتگو	اب میکدہ بھی سیر کے قابل نہیں رہا	اقبال احمد سہیل
پروانے اپنی آگ میں جل کر ہوئے تمام	اب کوئی بارِ خاطرِ محفل نہیں رہا	یاس یگانہ چنگیزی
پیراہنِ خوش وضع سے آتی ہے لپٹ سی	ملبوس سے خوشبوئے بدن کھیل رہی ہے	فراق گورکھپوری

پائے صنم اور جبینِ حرم نواز	رسم و رواجِ شہرِ محبت نہ پوچھئے	اختر بلہری
پوچھنے والے بھری بزم میں قاتل کو نہ پوچھ	نام تیرا ہی اگر لے لیا سودائی نے	حیدر حسین مظفر لکھنوی
پھر بلا بھیجا ہے پھولوں نے گلستانوں سے	تم بھی آجاؤ کہ باتیں کریں پیمانوں سے	مخدوم محی الدین
پژمردگی گل پہ ہنسی جب کوئی کلی	آواز دی خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے	محشر بدایونی
پیو کہ مفت لگا دی ہے خونِ دل کی کشید	گراں ہے اب کے مئے لالہ فام کہتے ہیں	فیض احمد فیض
پھر نکلا ہے دیوانہ کوئی پھونک کے گھر کو	کچھ کہتی ہے ہر راہ ہر اک راہ گذر کو	" "
پی لیا کرتے ہیں جینے کی تمنا میں کبھی	ڈگمگانا بھی ضروری ہے سنبھلنے کیلئے	احمد مجتبیٰ اُلفت جونپوری
پھر وہی اختر شماری کا نظام	ہم تو اس تکرار سے اکتا گئے	احمد ندیم قاسمی
پھینکے ہوئے شیشوں سے دل کتنے بنا ہیں	جب جام کوئی ٹوٹا دیوانوں کے کام آیا	نشور واحدی
پستی زمیں سے ہے رفعت فلک سے قائم	میری خستہ حالی سے تیری کج کلاہی بھی	مجروح سلطانپوری
پھیلا فضا میں نغمۂ زنجیر مرحبا	زنداں میں گھٹ کے رہ گئی زندگی کی بات	پیام فتحپوری
پھر پلٹ کر نگاہ نہ آئی	تجھ پہ قربان ہو گئی ہو گی	سیف الدین سیف

ت

جن شاعروں کے نام کے نیچے لکیر لگائی گئی ہے ان کے وہ اشعار اور بھی زیادہ اچھے ہیں ویسے یہ تمام اشعار خود منتخب ہیں۔

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	جس لئے آئے تھے سو ہم کر چلے	خواجہ میر درد
تناسب پر اعضا کی اتنا تبختر	بگاڑا تجھے خوبصورت بنا کر	میر
تب عالم مستی کا مزہ ہے کہ پڑی ہو	گردن پہ مری اُس بتِ مخمور کی گردن	انشاء
تم نے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمیں	ہم نے تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا	ظفر
تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ	اس میں کچھ شائبۂ خوبیٔ تقدیر بھی تھا	غالب
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا	جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا	غالب
تڑپتی دیکھتا ہوں جب کوئی شئے	اُٹھا لیتا ہوں اپنا دل سمجھ کر	امیر اللہ تسلیم لکھنوی
تم کو آتا ہے پیار پر غصّہ	ہم کو غصّہ پہ پیار آتا ہے	غالب
تھک کے بیٹھوں تو یہ کہتا ہے جنوں	دو قدم کوچۂ رسوائی ہے	غالب
تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے	سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے	"
تعزیرِ جرمِ عشق ہے بے صرفہ محتسب	بڑھتا ہے اور ذوقِ گنہ یاں سزا کے بعد	حالی

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں	کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں	شاد عظیم آبادی
تو یہ سے ہماری بوتل اچھی	جب ٹوٹی ہے جام ہو گئی ہے	ریاض خیرآبادی
تمنائیں بہت ہیں وقت کم ہے	کسے دیکھوں نگاہ واپسیں سے	〃
تم آؤ مرگ شادی ہے، نہ آؤ مرگ ناکامی	نظر میں اب عدم یوں بھی ہے اور یوں بھی	سراج الدین ساحل
تو راہرو ہے شوق کا منزل نہ کر قبول	لیلیٰ بھی ہمنشیں ہو تو محمل نہ کر قبول	اقبال
ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں	مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں	〃
ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا	یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی	〃
تخلیل ہو رہی ہے مری نور ہر نفس	تعمیر کائنات میں کام آ رہا ہوں میں	سیماب اکبرآبادی
تاراج نشیمن کھیل سہی صیاد مگر اتنا سن لے	جب عشق کی دنیا لٹتی ہے تب حسن کا ماتم ہوتا ہے	اقبال احمد سہیل
ترے لبوں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھدی	زبان بے نگہ رکھدی نگاہ بے زباں رکھدی	اصغر گونڈوی
تو وہ قاتل ہے کہ ہر وار ترا رحمت ہے	میں وہ زخمی ہوں کہ ہر زخم ہے اک تازہ علاج	〃
تمہیں بھی خبر ہے جو تم کہہ گئے ہو	خود اپنی اداؤں سے مسحور ہو کر	جگر مرادآبادی
تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم	یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہو کر	〃
تم ہی نہیں ہو کچھ اے زرد پتو برباد	فریب خوردۂ رنگ بہار ہم بھی ہیں	جوش ملیح آبادی
ترا وصال بڑی چیز ہے مگر اے دوست	وصال کو مری دنیائے آرزو نہ بنا	فراق گورکھپوری
تو نہ چاہے تو تجھے پا کے بھی ناکام رہیں	تو جو چاہے تو غم ہجر بھی آساں ہو جائے	〃 〃

ترے کرم کے معاملہ کو ترے کرم ہی پہ چھوڑتا ہوں	مری وفا میں شمار کر دے مری وفا کا حساب کر دے	حفیظ جالندھری
تری برق تجلی کے چلن ہم سے کوئی پوچھے	چمکتی ہے کہیں لیکن کہیں معلوم ہوتی ہے	مظفر خیرآبادی
تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے	ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے	شاہ بدرالدین ارشی
تیرے بغیر تلخیٔ کام و دہن حرام	درد جگر ہے لذت درد جگر نہیں	ڈاکٹر محمد دین تاثیر
تری طرف سے زیادتوں فریب و دغا	دل حزیں مگر اب بدگمان ہے مجھ سے	عندلیب شادانی
تم تو ہمیں کو کہتے تھے تم کو یہ کیا ہوا	دیکھو کنول کے پھولوں سے شبنم چھلک نہ جائے	اسیر کالکوروی
تشنگانِ ذوق! اس صحرا سے ہٹ کر ہے الگ	پاؤں مارو تو الٹتا ہے سمندر سامنے	" "
تیرے نغموں سے ہے رگ رگ میں ترنم پیدا	عشرتِ روح ہے ظالم تری آواز نہیں	ساغر نظامی
تمناؤں کو زندہ آرزوؤں کو جواں کر لوں	یہ شرمیلی نظر کہیے تو کچھ گستاخیاں کر لوں	اختر شیرانی
تم افسانۂ قیس کیا پوچھتے ہو	ادھر آؤ ہم تم کو لیلیٰ بنا دیں	" "
تخلیقِ کائنات کے دلچسپ جرم پر	ہنستا تو ہوگا آپ ہی یزداں کبھی کبھی	عبدالحمید عدم
تم جفا پر بھی تو نہیں قائم	ہم وفا عمر بھر کریں کیونکر	بدر عظیم آبادی
تری نظر سے دلوں کے چراغ جل اٹھے	انہیں چراغوں سے دنیا نے روشنی پائی	واقف بریلوی
تری حکمت کی خبر کہاں جو ہو پردہ دار نظر کہاں	ہیں ہزار ناظر گلستاں نہیں ایک محرم رنگ و بو	نہال سیوہاروی
تمہیں رہبر سمجھنا پڑ گیا ہے	ہماری بیکسی کی انتہا ہے	شاد عارفی
تسکینِ دلِ محزوں نہ ہوئی وہ سعیِ کرم فرما بھی گئے	اس سعیِ کرم کو کیا کہیے بہلا بھی گئے تڑپا بھی گئے	مجاز

تری زلفوں کو کیا سلجھاؤں اے دوست	مری آہوں میں پیچ و خم نہیں ہیں	میکش اکبرآبادی
تنگ و تازِ پیہم ہے میراثِ آدم	مرے منتظر کچھ جہاں اور بھی ہیں	حبیب احمد صدیقی
تسلیم ہے سعادتِ ہوش و خرد مگر	جینے کے واسطے دلِ نادان بھی چاہیے	" "
تیری منزل پہ پہنچنا کوئی آساں نہ تھا	سرحدِ عقل سے گذرے تو یہاں تک پہنچے	حفیظ ہوشیارپوری
تجربہ ہے کہ دشمنی اکثر	دوستی کے لہو سے پلتی ہے	احسان دانش
تمام وسعتِ کونین کو ڈبو دیں گے	چھلک گئے جو کہیں اس نظر کے پیمانے	اقبال صفی پوری
ترے قریب سے گذرا ہوں اس طرح کہ مجھے	خبر بھی ہو نہ سکی میں کہاں سے گذرا ہوں	جگن ناتھ آزاد
تو نے وہ سوز دیا ہے کہ الٰہی توبہ	زندگی آگ کے شعلے میں بسر ہوتی ہے	نثار اٹاوی
ترا کام سیر عالم ہے نہ کہ گلستاں میں ہے ٹھیرنا	یہ کلی کلی کے فریب میں تو کہاں سے باد سحر پڑی	نشور واحدی
تمہاری بے رخی نے لاج رکھ لی بادہ خانہ کی	تم آنکھوں سے پلا دیتے تو میخانے کہاں جاتے	قتیل شفائی
تصویر بناتا ہوں تصویر نہیں بنتی	اک خواب سا دیکھا ہے تعبیر نہیں بنتی	خمار بارہ بنکوی
تاریخِ کائنات عبارت جنوں سے ہے	عنوانِ عقل ہوش ہے دیوانگی کی بات	پیام فتحپوری
تیری دنیا کیلئے ہوش و خرد ہیں درکار	ہم مگر ہوش و خرد ہی سے خفا رہتے ہیں	شیو کرشن جاوید
تمہیں اپنا نہیں سکتا مگر اتنا بھی کیا کم ہے	کہ کچھ حسیں خوابوں میں کھو کر جی لیا میں نے	ساحر لدھیانوی
تصدق عصمتِ کونین اس مخدوب الفت پر	جو ان کا غم چھپائے اور خود بدنام ہو جائے	اصغر خاں شعری
تری نگاہ سے آخر عطا ہوئی دل کو	وہ اک خلش کہ غم دو جہاں سے ملتی ہے	سیف الدین سیف

تیری زلفوں کو چھیڑتی تھی صبا
خود پریشان ہو گئی ہو گی

تری فراق کی باتیں کبھی نہ بھولیں گی
مرے ملے انہیں راتوں میں عمر بھر کے مجھے

ترکِ الفت کو زمانہ ہوا لیکن اے دوست
دل میں یادوں کے چراغ اب بھی جلا کرتے ہیں

تہیۂ خار و گل دستورِ گلچیں
نگاہِ باغباں میں خار بھی ہے

تو قلب میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا اب تری پہچان یہی ہے

ط

ٹھانی تھی جی میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
مومن

ٹوٹے ہوئے خوابوں نے ہم کو یہ سکھایا ہے
دل نے جسے پایا تھا آنکھوں نے گنوایا ہے
شکیبؔ

ٹپکے جو اشک دولے شاداب ہو گئے
کتنے عجیب عشق کے آداب ہو گئے
الطاف مشہدی

ج

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہیں	زندگانی کا کیا بھروسہ ہے	سراج الدین آرزو
جبکہ ایسا ہو گندمی معشوق	بنت گنہگار کیوں نہ ہو آدم	نجم الدین آبرو
جوشِ جنوں کے ہاتھ سے فصلِ بہار میں	گل سے بھی ہو سکی نہ گریباں کی احتیاط	خواجہ میر درد
جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا	لگا کے برف میں ساقی صراحیٔ مے لا	انشا
جز غم و درد و یاس و رنج و تعب	ہم نے دنیا میں آ کے کیا پایا	ظفر
جانا ہے سوئے وادیٔ غربت بہ حالِ زار	اہلِ وطن معاف ہو میرا کہا سنا	نواب علی خاں سحر
جنوں پسند مجھے چھاؤں ببولوں کی	عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی	ناسخ
جانے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور	غالب
جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن	بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے	〃
جو چپ رہوں تو جنوں دل میں جوش کھاتا ہے	فغاں کروں تو گریباں دبائے دیتا ہے	پنڈت دیا شنکر نسیم
جی چاہتا ہے صنعتِ صانع پہ ہوں نثار	بت کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کروں	امانت لکھنوی
جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ	کچے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے	داغ
جان دینے کے سوا اور بھی تدبیر کروں	ورنہ یہ بات تو ہم اس سے سوا کہتے ہیں	میر مہدی مجروح
جہاں تک ہو بسر کی زندگی عالی خیالوں میں	بنا دیتا ہے کامل بیضا صاحب کمالوں میں	شاد عظیم آبادی

جام مئے تو شکن تو بہ مری جام شکن	سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے	ریاض خیرآبادی
جی اٹھے حشر میں پھر جی سے گذرنے والے	یاں بھی پیدا ہیئے پھر آپ پہ مرنے والے	〃 〃
جس دن سے حرام ہو گئی ہے	مئے خلد مقام ہو گئی ہے	〃 〃
جب میں چلوں تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے	جب تم چلو زمین چلے آسماں چلے	جلیل مانکپوری
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا	ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملیگا نماز میں	اقبال
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی	اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو	〃
جمہوریت اک طرز حکومت ہے، کہ جس میں	بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں جاتا	〃
جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی	کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی	〃
جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں	ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے	〃
جنت میں خاک بادہ پرستوں کا جی لگے	نقشے نظر میں صحبت پیر مغاں کے ہیں	چکبست
جینا بھی آگیا مجھے مرنا بھی آگیا	پہچاننے لگا ہوں تمہاری نظر کو میں	اصغر گونڈوی
جوش شباب نشۂ صہبا، ہجوم شوق	تعبیریں بھی کرتے ہیں فصل بہار کو	〃 〃
جو سر پہ تاج سکندر بھی ہو تو دنیا میں	بشر کو چاہیے ہرگز نہ سر اٹھا کے چلے	تلکوک چند محروم
جھوٹی ہے ہر ایک مسرت	روح اگر تسکین نہ پائے	جگر مرادآبادی
جان جاسی شئے کی مجھے عشق میں کچھ قدر نہیں	زندگی جیسے کہیں میں نے پڑی پائی ہے	سراج لکھنوی
جیں پر سادگی نیچی نگاہیں بات میں نرمی	مخاطب کون کر سکتا ہے تم کو لفظ قاتل سے	جوش ملیح آبادی

جنابِ شیخ وضو کے لئے سہی لیکن	کسی بہانے لبِ جُو نکل ہی آتے ہیں	ڈاکٹر محمد دین تاثیر
جگر میں ٹیس لب ہنسنے پہ مجبور	کچھ ایسی ہی ہماری زندگی ہے	عندلیب شادانی
جو لوگ جان بوجھ کے نادان بن گئے	میرا خیال ہے کہ وہ انسان بن گئے	عبد الحمید عدم
جنت میں نہ مے ہے نہ محبت نہ جوانی	کس چیز پہ انساں بسر اوقات کریں گے	〃 〃
جب سے فریبِ زیست میں آنے لگا ہوں میں	خود اپنی مشکلوں کو بڑھانے لگا ہوں میں	خوشتر گھنداوی
جو بوالہوس تھے ہٹ گئے سہم گئے سمٹ گئے	جو ڈٹ گئے وہ عشق کو حیات کہتے آئے ہیں	نرونتن لال بہار
جلا کر اک چراغِ ترکِ دنیا تو نے اے زاہد	شروعِ زندگی کو آہ کتنا مختصر جانا	روش صدیقی
جس کو کہتے ہیں محبت جسکو کہتے ہیں خلوص	جھونپڑوں میں ہو تو ہو پختہ مکانوں میں نہیں	معین احسن جذبی
جب کشتی ثابت و سالم تھی ساحل کی تمنا کس کو تھی	اب ایسی شکستہ کشتی پر ساحل کی تمنا کون کرے	〃 〃 〃
جو آگ لگائی تھی تم نے اسکو تو بجھایا اشکوں نے	جو اشکوں نے بھڑکائی ہے اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے	〃 〃
جنہیں خبر نہیں طوفاں کی زندگی کیا ہے	انہیں ہمارے تلاطم سے آگہی کیا ہے	آل احمد سرور
جگہ جگہ یہ تھے ناصح تو کو یہ کو دلبر	انہیں پسند انہیں ناپسند کیا کرتے	فیض احمد فیض
جب کوئی فتنہ ایام نہیں ہوتا ہے	زندگی کا بڑی مشکل سے یقیں ہوتا ہے	حبیب احمد صدیقی
جب جوانی کی دھوپ ڈھلتی ہے	خود سری سر جھکا کے چلتی ہے	احسان دانش
جس کی دوری میں یہ لذت ہے کہ بیتاب ہے دل	آگئے وہ جو کہیں پاس تو پھر کیا ہوگا	شاعر لکھنوی
جو زندگی کیلئے زہر بھی ہے امرت بھی	بڑے ریاض سے وہ تلخیِ حیات ملی	احتشام حسین احتشام

جاگی جاگی ہوئی پلکیں وہ بہ آغوشِ جمال	دل کو آرام زیادہ تھا تو کم نیند آئی	نشور واحدی
جو حدودِ صبح میں رک گیا اُسے اتفاقِ سحر کہو	میں وہی مسافرِ شام ہوں مرے راستہ میں سحر پڑی	" "
جب تذکرۂ شعلہ رُخاں ہوتا ہے	دامنِ دل پہ سلگنے کا گماں ہوتا ہے	ظہیر کاشمیری
جل کے آشیاں اپنا خاک ہو چکا کب کا	آج تک یہ عالم ہے روشنی سے ڈرتے ہیں	خمار بارہ بنکوی
جیو تو ایسے جیو جیسے سب تمہارا ہے	مرو تو ایسے کہ جیسے تمہارا کچھ بھی نہیں	ساحر لدھیانوی
جاتا تو ہوں میخانے میں لیکن غمِ دوراں	ڈرتا ہوں نہ آجائے ترا ذکر وہاں بھی	وحید اختر

چ

چھیڑ مت بادِ بہاری کہ میں جوں نکہتِ گل	پھاڑ کے کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤں گا	رفیع سودا
چلتے ہو تو چمن کو چلیے سنتے ہیں کہ بہاراں ہے	پات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں کم کم باد و باراں ہے	"
چشمِ بد دور عجب خوش قد و قامت ہوگا	ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگا	سنتوکھ رائے بیتاب
چمن سے دور رہا اس قدر قفس میرا	کہ پہونچی اڑ کے نہ مجھ تک گلِ چمن کی بو	ظفر
چاکِ قفس سے دیکھ رہا ہوں رخِ چمن	صیاد سے نہیں ہوسِ بال و پر مجھے	"
چند تصویرِ بتاں چند حسینوں کے خطوط	بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا	غالب
چھوڑوں گا میں نہ اس بتِ کافر کا پوجنا	چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر	غالب
چمک جگنو کی برقِ بے اماں معلوم ہوتی ہے	قفس میں رہ کے قدرِ آشیاں معلوم ہوتی ہے	سیماب اکبرآبادی
چین آئیگا کہاں دل کو خدا ہی جانے	دشت سے بھی وہی وحشت ہے جو تھی گھر سے مجھے	رضا علی وحشت
چٹکی جو کلی کوئل کو کی الفت کی کہانی ختم ہوئی	کیا کس نے کہا کیا کس نے سنا یہ بات زمانہ کیا جانے	آرزو لکھنوی
چمک شاید ابھی گیتی کے ذروں کی نہیں دیکھی	ستارے مسکراتے کیوں ہیں زیبِ آسماں ہو کر	سراج لکھنوی
چراغ داغ کے دن سے جلائے بیٹھا ہوں	سنا ہے جو شبِ فرقت سیاہ ہوتی ہے	سید مرزا حسن لکھنوی
چاند ستاروں سے کیا پوچھوں کب دن میرے پھرتے ہیں	وہ تو بچارے خود ہیں بھکاری ڈیرے ڈیرے پھرتے ہیں	سید عابد علی عابد
چھپائے ہوں غمِ عشق اپنی رگ رگ میں	یہ چاک ہے مرے دامن کا آستیں تک ہے	نشتر کانپوری

ٹپک رہی ہے کسی یاد کی کلی دل میں	نظر میں نقشِ بہاراں کے صبح و شام لئے	مخدوم محی الدین
چپ ہو گئے یوں اسیر جیسے	جھگڑے تھے تمام بال و پر کے	افضل حق قرشی
چمن پہ غارتِ گلچیں سے جانے کیا گذری	قفس سے آج صبا بیقرار گذری ہے	فیض احمد فیض
چھلکتے نہ دیکھی جو ساغر میں صہبا	سنا آج ساقی کو ہم یاد آئے	بیخود بدایونی
چمن کو روند گئے قافلے بہاروں کے	گلوں کا ذکر ہی کیا خار بھی نہیں باقی	قتیل شفائی
چاہے تن میں سب جل جائے	سوزِ دروں پر آنچ نہ آئے	حفیظ میرٹھی
چاہا تھا ٹھوکروں میں گذر جائے زندگی	لوگوں نے سنگِ راہ سمجھ کر ہٹا دیا	سالک لکھنوی
چمن لٹا ہے خود اہلِ چمن کی سازش سے	کلی کلی ہے مگر محوِ خواب سی پھر بھی	احسن کلیم
چراغِ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے	ذرا نقاب ہٹاؤ بڑا اندھیرا ہے	ساغر صدیقی
چمن میں کھل گئیں نرگس کی آنکھیں	بیانِ خواب میں جھنکار بھی ہے	ضیاء الدین شکیب

ح

حُسنِ عمل پہ اپنے نہ بھول اسقدر کہ شیخ	واں کے معاملہ کی کسی کو خبر نہیں	نول رائے وفا
حسرت پہ اس مسافرِ بیکس کی روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	غلام صمدانی مصحفی
حساب اصلاً نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخموں کا	حسابِ دوستاں در دل اگر دل را حساب سمجھے	ذوق
حسرت سے اسکے کوچہ کو کیونکر نہ دیکھئے	اپنا بھی اس چمن میں کبھی آشیانہ تھا	شیفتہ
حادثاتِ دہر میں وابستہ ہیں ارباب درد	لی جہاں کروٹ کسی نے انقلاب آ ہی گیا	محمد ہادی عزیز لکھنوی
حقارت سے نہ دیکھو ساکنانِ خاک کی بستی	کہ اک دنیا ہے ہر ذرہ ان اجزائے پریشاں کا	" "
حشر کے دن میری چپ کا ماجرا	کچھ نہ کچھ تم سے بھی پوچھا جائیگا	حفیظ جالندھری
حرم کو چھوڑ کر مدت ہوئی میں دیر میں آیا	کسی کافر کی نظروں میں مگر اب تک مسلماں ہوں	" "
حسن کی یہ ادا بھی ہے کتنی حسیں	اک تبسم میں سب کچھ ہے کچھ بھی نہیں	آنند نارائن ملا
حسرت تو ہے یہی کہ ہو دنیا سے دل کو میل	ہو جس سے دل کو میل وہ دنیا کہاں سے لائیں	شان الحق حقی
حکم لب بندی فروغِ داستاں بنتا گیا	زخم کو جتنا دبایا خونچکاں بنتا گیا	نواب امیر لکھنوی
حریم کعبہ بنا دی وہ سرزمیں میں نے	ترے خیال میں کھڑی جہاں جبیں میں نے	علی اختر
حسین اور طلب آب اے معاذ اللہ	تمام کرتے تھے حجت سوال آب نہ تھا	انیس

خ

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو	یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے	جانجاناں مظہر
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھائے	جو کچھ دوست سے اپنے ہم دیکھتے ہیں	رفیع سودا
خواب عدم سے چونکے تھے ہم تیرے واسطے	آخر کو جاگ جاگ کے ناچار سو گئے	خواجہ میر درد
خال لب آفت جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا	دام دانے میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا	بقاء اللہ بقا
خنجر نہ کمر میں نہ وہ تلوار رکھے ہیں	آنکھوں ہی میں چاہے جسے مار رکھے ہیں	محمد امان نثار
خم کے خم تو لنڈھائے یوں ساقی	اور یوں ترسیں ایک جام کو ہم	انشا
خدا سردے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا	جو آنکھیں ہو تو نظارہ ہو ایسے شبستاں کا	آتش
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی	گریباں پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ ہوتا ہے	〃
خاروں سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے	صد چاک چمن کے لئے کا بلبل سے پوچھئے	انیس
خوشا دل بیتاب اس تصویر کی کیونکر	یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولی ہے نہ بولے گی	امیر مینائی
خوشنوائی نے کیا ہم کو اسیر اے صیاد	ہم سے اچھے رہے صدقے میں اترنے والے	داغ
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے	خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے	اقبال
خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد	جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے	حسرت موہانی
خود عشق کی گستاخی سب تجھ کو سکھا دے گی	اے حسن حیا پرور شوخی بھی شرارت بھی	〃 〃

خیال تک نہ کیا اہلِ انجمن نے کبھی	تمام رات جلی شمع انجمن کے لئے	رضا علی وحشت
خود بھی جی اور مجھے بھی جینے دے	جیسے آباد گل سے پہلوئے خار	یاس یگانہ چنگیزی
خاک پروانہ کی برباد نہ کر باد صبا	یہی ممکن ہے کہ کل تک مرا افسانہ بنے	اصغر گوندوی
خوشا وہ دور کہ جب مرکزِ نگاہ تھے ہم	پڑا جو وقت تو اب کوئی روشناس نہیں	سراج لکھنوی
خاطرِ جمع سے ہشیار کہ برہم ہوئی زلف	کشتیٔ دل سے خبردار کہ طوفاں آیا	جوش ملیح آبادی
خود اپنا ذوقِ اسیری ہے پاؤں کی زنجیر	حضور آپ کی زلفوں کے خم کی بات نہیں	" "
خوش بھی ہو لیتے ہیں تیرے بیقرار	غم ہی غم ہو عشق میں ایسا نہیں	فراق گورکھپوری
خلافِ تقدیر کر رہا ہوں پھر ایک تقصیر کر رہا ہوں	پھر ایک تدبیر کر رہا ہوں خدا اگر کامیاب کر دے	حفیظ جالندہری
خندہ بر لب ہے جنوں لرزہ بر اندام خرد	زلف بر دوش کوئی بر سرِ بام آتا ہے	انور صابری
خراماں خراماں معطر معطر	نسیم آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہیں	ساغر نظامی
خلشِ عشق سے بے چین دل ہے اک طرف	اس پہ بارِ غمِ ہستی بھی اٹھانا ہے ہمیں	ظفر تاباں
خالی ہے ابھی جام میں کچھ سوچ رہا ہوں	اے گردشِ ایام میں کچھ سوچ رہا ہوں	عبدالحمید عدم
خدا وہ دن نہ دکھائے کہ راہبر یہ کہے	چلے تھے جانے کہاں سے کہاں نکل آئے	حفیظ ہوشیارپوری
خوشی وصال کی اب ہے نہ رنجِ تنہائی	یہ کس مقام پہ مجھ کو حیات لے آئی	پیام فتحپوری
خزاں کی گود میں پائی ہے پرورش میں نے	وہ گل ہوں جس کی بہاروں سے رسم و راہ نہیں	محمد جعفر حیات لکھنوی
خواب دیکھا کہ آپ میرے ہیں	آپ تعبیرِ خواب کیا دیں گے	ذکی کاکوروی
خاروں سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے	صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھئے	انیس

د

دلِ عشاق کیوں نہ ہو روشن	جب خیالِ صنم چراغ ہوا	ولی اورنگ آبادی
دو رخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا	سودا
دامانِ داغِ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا	عالم کے دل سے داغ مٹایا نہ جائیگا	〃
دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لیے پھرتا ہوں	کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں	〃
دل کے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں	کہیں نشتر کوئی کھلا ہوگا	خواجہ میر درد
دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے	یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا	میر
دل نے ہم کو مثالِ آئینہ	ایک عالم کا روشناس کیا	〃
دل کے دل ہی میں رہ گئے ارماں	کم رہا موسمِ شباب بہت	〃
دیکھنا زلف و رخ تمہیں ہر وقت	شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو	قلندر بخش جرأت
دل کہیں دیدہ کہیں جی ہے کہیں جاں کہیں	گردشِ چرخ میں ہر ایک ہے آوارہ سا	محمد امان نثار
دورِ میں اس کی مست آنکھوں کے	محتسب بھی شراب خوار ہوا	غلام علی رائج
دخترِ رز سے رات صحبت تھی	شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا	یاسمن
دوستوں سے اس قدر صدمے اٹھا جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا	آتش
دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا	انگڑائی اس نے نشہ میں لی جب اٹھا کے ہاتھ	ناسخ

دیوانوں سے کہدو کہ چلی بادِ بہاری	کیا اب کی برس چاک گریباں نہ کرینگے	رند لکھنوی
دکھایا کنجِ قفس مجھ کو آب و دانہ نے	وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد	" "
دے مجھ کو شکایت کی اجازت ستمگر	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آئے	غالب
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ	ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا	حکیم ثناء اللہ خاں
دستِ جنوں کے جائیے صدقے کہ چین سے	پھیلائے پاؤں ہم نے گریباں کے چاک میں	فراق مومن
دیکھئے کرتی ہے رسوائے زمانہ کیا کیا	مجھ کو یہ چاہ مری تجھ کو یہ صورت تیری	داغ
در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں	خوش رہو اہلِ وطن ہم تو سفر کرتے ہیں	واجد علی شاہ اختر
دیکھا کئے وہ مست نگاہوں سے بار بار	جب تک شراب آئے کئی دور ہو گئے	علی محمد شاد عظیم آبادی
دل مرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا	بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا	اکبر الہ آبادی
درد سے آشنا نہ ہو جب تک	آدمی کام کا نہیں ہوتا	وحید الدین احمد بیخود
دل چرانے کی ادا خاص ہوا کرتی ہے	دیکھ لیتے ہیں وہ دزدیدہ نظر سے پہلے	جلیل مانکپوری
دل اس طرح ہوائے محبت میں جل گیا	بھڑکی کہیں نہ آگ نہ اٹھا دھواں کہیں	علی حیدر نظم طباطبائی
دل خوش ہوا جو آپ ہوئے مائلِ ستم	یعنے میں التفات کے قابل تو ہو گیا	حسرت موہانی
دل کچھ اس ڈھب سے لیا اس نے کہ برسوں کوئی	حال سے اپنے خبردار نہ ہونے پایا	" "
دیکھئے شوقِ شہادت میں جھکی ہے گردن	آپ اس وقت ذرا پاس ہمارا نہ کریں	" "
دو دن کی زندگی میں قویٰ نے دیا جواب	افسوس کام کے نہ ملے ہم سفر مجھے	علی نقی صفی لکھنوی

دل میں انساں کے اگر ہو تو حقیقت کھلتی ہے	یہی جھلکی سی جو پوشیدہ ہے پروانے میں	وحید الدین سلیم
دل سراپا درد تھا وہ ابتدائے عشق تھی	انتہا یہ ہے کہ فانی درد اب دل ہو گیا	فانی بدایونی
دنیا ہے خواب حاصل دنیا خیال ہے	انسان خواب دیکھ رہا ہے خیال میں	سیماب اکبرآبادی
دوستی کیا نبھائیں گے جن سے	دشمنی کا بھی حق ادا نہ ہوا	اقبال احمد سہیل
دلِ برباد کی خاک آج بھی دوشِ صبا پر ہے	کھٹکتا ہے زمانہ کی نظر میں یہ غبار اب تک	" "
دو تند ہواؤں پر بنیاد ہے طوفاں کی	یا تم نہ حسیں ہوتے یا میں نہ جواں ہوتا	آرزو لکھنوی
دوست نے دل کو توڑ کے نقشِ وفا مٹا دیا	سمجھے تھے ہم جسے خلیل کعبہ اسی نے ڈھا دیا	" "
دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد	ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد	محمد علی جوہر
دردِ سر تھا سجدۂ شام و سحر میرے لئے	دردِ دل ٹھیرا دوائے دردِ سر میرے لئے	یاس یگانہ چنگیزی
داستاں انکی اداؤں کی ہے رنگیں لیکن	اس میں کچھ خونِ تمنا بھی ہے شامل میرا	اصغر گونڈوی
دوزخ بھی ایک جلوۂ فردوسِ حسن ہے	جو اس سے بے خبر ہیں وہی ہیں عذاب میں	" "
دکھلائی کیوں نہ شعلۂ رخسار کی جھلک	گر تم کو میرے دل کا جلانا ضرور تھا	ملوک چند محروم
دام بر دوش پھریں چاہے وہ گیسو بر دوش	صید بن بن کے ہمیں نے انہیں صیاد کیا	سراج لکھنوی
دیا ہے درد تو رنگِ قبول دے ایسا	جو اشک آنکھ سے ٹپکے وہ داستاں ہو جائے	" "
دہر میں اے خواجہ جب ٹھیری اسیری ناگزیر	دل اسیرِ حلقۂ گیسوئے پیچاں کیوں نہ ہو	جوش ملیح آبادی
دل ہی قاتل بھی تھا مقتول بھی تھا مقتل بھی	مٹ گئے ہم تو فنا اور بقا کے پہلے	فراق گورکھپوری

دل ہی تو ہے آخر بھر آیا تم چین سے کیوں بیٹھے ہو	ہم تم کو بھلا کچھ کہتے ہیں تقدیر کا اپنی رونا ہے	آل رضا رضا
دل گیسوئے بتاں میں الجھ کر نہ گر پڑے	اٹھا تو ہے خدا کا سہارا لئے ہوئے	حفیظ جالندھری
دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف	اپنے ہی دوستوں کی قطاریں نظر پڑیں	" "
دوستی اب گلے کا ہار نہیں	تار ٹوٹا بکھر گئے دانے	" "
دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے	کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے	شاہ دین ہمایونی
دامن و جیب و گریباں کا نہیں کوئی ملال	غم یہ ہے دستِ جنوں کل کیلئے کام نہیں	جعفر حسین مظفر کلکتوی
دست و حشت تری تفریح کا سامان ہے ابھی	کہ گریباں کا مرے نام گریباں ہے ابھی	" "
داورِ حشر مرا نامۂ اعمال نہ دیکھ	اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں	ڈاکٹر محمد دین تاثیر
دل نے آنکھوں سے کبھی آنکھوں نے دل سے کہدی	بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے	" "
دل کہ ہے سرمایہ دار عزت و ناموسِ حسن	ہے یہی مرکز یہی ہے دائرہ میرے لئے	مصلح الدین اسیر کاکوری
دیکھنا یہ ہے کہ اندازِ سحر کیا ہوں گے	یوں تو ارباب جنوں رات گذر جائیگی	عابد علی عابد
دل ہے بڑی خوشی سے اسے پائمال کر	لیکن ترے نثار ذرا دیکھ بھال کر	عبد الحمید عدم
دل کو خوں کرلے کہ ہو نورِ بصیرت پیدا	ورنہ ایسی تو کچھ آساں نہیں صاحب نظری	فضا ابن فیضی
دوائے درد دعا کے سوا کچھ اور نہیں	دعا کمالِ رضا کے سوا کچھ اور نہیں	شاہد عزیز رئیس صدیقی
دلِ حزیں کو تلاشِ خلوص ہے بے سود	کہ اس دیار میں شاید رسم بھی نہ رہی	" "
دامن بچا رہا ہے محبت کی آگ سے	زاہد ہنوز کشمکشِ خیر و شر میں ہے	" "

دل دھڑک اٹھتا ہے خود اپنی ہی ہر آہٹ پر
اب قدم منزلِ جاناں سے بہت دور نہیں
اسرار الحق مجاز

داستانِ شبِ غم قصۂ طولانی ہے
مختصر یہ ہے کہ تو نے مجھے برباد کیا
معین احسن جذبی

دل کا کنول بجھے ہوئے مدت گذر گئی
اب یہ چراغ لائقِ محفل نہیں رہا
سردار جعفری

دولتِ درد ملی دیدۂ بیدار ملا
لوگ کہتے ہیں غمِ عشق میں کیا رکھا ہے
آلِ احمد سرور

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے
فیض احمد فیض

دنیا کی بہاروں سے آنکھیں یوں پھیر لیں جانے والوں نے
جیسے کوئی لمبے قصے کو پڑھتے پڑھتے رکتا جائے
نشور واحدی

دامن جھٹک کے وہ تو الگ ہو گئے مگر
مجھ کو تمام عمر سنبھلنا محال ہے
خمار بارہ بنکوی

دنیا ہمیں فریب پہ دیتی رہی فریب
ہم دیکھتے رہے نگہِ اعتبار سے
تکمیل رضوی لکھنوی

دل جاں بہ لب جگر میں تپک جان بیقرار
ہم تیرا نام لیکے گنہگار ہو گئے
حسن بریلوی

دل میں اک طوفان تھا لیکن بہ پاسِ ضبطِ غم
بارہا اُمڈے ہوئے آنسو بھی پی لینا پڑے
جعفر حیات لکھنوی

دوسروں کو فریب دے دے کر
ہم نے خود بھی فریب کھاتے ہیں
ذکی کاکوروی

دوستوں سے گلے سنبھل کے ملو
سانپ نکلے ہیں آستینوں سے
〃 〃

ط
د

ڈورے نہیں ہیں سرخ تری چشمِ مست میں	شاید چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا	سراج اورنگ آبادی
ڈھونڈا جسے ہے لوگوں میں فاکے موتی	یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں	احمد فراز

ذ

ذکر کو عشق کے کہتے ہیں کہ ہے نصف العیش	ہجر میں وصل کی تقریر بہت اچھی ہے	سودا
ذرّہ ذرّہ سے تجلّی آشکار	صاحبِ جلوہ مگر روپوش ہے	دلگیر
ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا	بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا	غالب
ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا	بات پہنچی تری جوانی تک	فانی بدایونی
ذرا دیکھو یہ سرکش ذرۂ خاک	فلک کا چاند بنتا جا رہا ہے	سراج لکھنوی
ذرا آہستہ چل کاروانِ کیف و مستی کو	کہ سطحِ ذہنِ انساں سخت ناہموار ہے ساقی	جوش ملیح آبادی
ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست	ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی	فراق گورکھپوری
ذکر سنتے ہیں نوجوانی کا	کچھ خیالوں کی یاد آتی ہے	اسکندر علی وجد

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل	جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے	غالب
رک رک کے دیکھتے ہیں وہ اپنا خرامِ ناز	پھر پھر کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو	حاذق
رنگت ہے، نزاکت ہے، لطافت ہے، مگر حیف	اک بوئے وفا یہ گلِ رعنا نہیں رکھتے	ذوق
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	غالب
رات پی زمزم پہ مے اور صبحدم	دھوئے دھبے جامۂ احرام کے	〃
رخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں	ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے	داغ دہلوی
رال ٹپکے گی شیخ صاحب کی	نہ دکھاؤ شراب کی صورت	مہدی علی مجروح
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کر یہ تھانے میں	کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں	اکبر الہ آبادی
رندوں میں تو ہے لطفِ مے و ساقی و مطرب	واعظ یہ بتا تو تری صحبت میں بھی کچھ ہے	〃 〃
روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل	آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر	اقبال لاہوری
رفتارِ قیامت یونہی کیا کم تھی پھر اس پر	اک طرفہ ہے فتنہ تری نازک کمری کا	حسرت موہانی
رعنائیِ خیال کو ٹھہرا دیا گناہ	زاہد بھی کس قدر ہے مذاقِ سخن سے دور	〃 〃
راضی بہ رضا ہم ہیں بہر حال مگر ہاں	ڈر ہے کہ یہ خود تم کو ستمگار نہ کر دے	〃 〃
رنج، غم، درد، الم، یاس، تمنا، حسرت	اک تری یاد کے ہوتے ہوئے کیا کیا دل میں	جوش ملیانی
رات کم ہے نہ چھیڑ ہجر کی بات	یہ بڑی داستان ہے پیارے	حفیظ جالندھری

رہنماؤں کی انتہا ہی نہیں	گم کہیں کارواں نہ ہو جائے	آنند نارائن ملا
روح ہے محوِ تمنا حسن ہے مستِ طرب	اک نیاز و ناز کا برپا ہے محشر سامنے	اسیر کاکوروی
روح کی گہرائیوں میں ڈوب کر دیکھا کرو	ایک دھوکا ہے نظر کا یہ سراسر سامنے	" "
رات بھر دیدۂ نمناک میں لہراتے رہے	سانس کی طرح سے آپ آتے رہے جاتے رہے	مخدوم محی الدین
روداد غمِ الفت ان سے ہم کیا کہتے کیونکر کہتے	اک حرف نہ نکلا ہونٹوں سے اور آنکھ میں آنسو آ بھی گئے	اسرار الحق مجاز
رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام	موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام	فیض احمد فیض
رعنائیٔ بہار پہ تھے سب فریفتہ	افسوس کوئی محرمِ رازِ خزاں نہ تھا	حبیب احمد صدیقی
رات بھر بیدار رکھا مجھ کو شورِ چنگ نے	نیند جب آئی تو مسجد میں اذاں ہونے لگی	احسان دانش
رکو رکو مری آہو تمھیں تمھاری قسم	جو بے خبر کو خبر ہو گئی تو کیا ہو گا	بہزاد لکھنوی
راہ آسان ہو گئی ہو گی	جان پہچان ہو گئی ہو گی	سیف الدین سیف
راہ خود بڑھ کے بتاتی ہے نشانِ منزل	چلنے والا بھی تو ہو گرد سفرِ ایام کے ساتھ	عمر انصاری
رفتہ رفتہ وہ ہمارے دل کا ارماں ہو گئے	پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں ہو گئے	قمر جلال آبادی

ز

زندگی جس سے عبارت ہے سو وہ زیست کہاں	یوں تو کہنے کیلئے کہدے کہ ہاں جیتے ہیں	خواجہ میر درد
زاہد وہ بادہ کش ہوں کہ مانگوں اگر دعا	اٹھیں ابھی شراب سے بادل بھرے ہوئے	ناسخ
زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالب	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے	غالب
زخم کاری لگا تو چوم لیا	قبضہ خنجر کا ہاتھ قاتل کا	اعظم علی اعظم
زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا	ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے	ثاقب قزلباش لکھنوی
زنگ آلودہ اک آئینہ سہی	دل کی آخر کوئی قیمت ہوگی	صفی لکھنوی دہلی
زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب	موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا	برج نارائن چکبست
زبان رک گئی آخر سحر کے ہوتے ہی	تمام رات کئی دل سے گفتگو کرتے	عزیز لکھنوی
زہے خلوص محبت کہ حادثات جہاں	مجھے تو کیا مرے نقش قدم مٹا نہ سکے	جگر مرادآبادی
زخم دل کے چھپا رہا ہوں میں	کوئی میری ہنسی کو کیا جانے	وجاہت حسین عندلیب
زمانہ گذرا وہ یاسمن بوجدا ہوئی ہمکنار ہو کر	مگر ابھی تک ہمارے پہلو میں نکہت یاسمن ہے باقی	اختر شیرانی
زمانہ بدلا مئی جوانی نہ وہ محبت نہ زندگانی	بس ایک بھولی سی یاد ہے جو برنگ داغ کہن ہے باقی	" "
زمانے بھر سے ہے نازک مرا خیال لطیف	مرے خیال سے نازک تمہاری گلبدنی	عرش ملسیانی

زمانہ کیا دیکھے دکھائے نہ جانے کیا انقلاب آئے	فلک کے تیور ہیں خشمگیں سے زمیں کے دل میں غبار سا ہے	نہال سیوہاروی
زندگی زہر کا اک جام ہوا جاتی ہے	کیا سے کیا یہ مئے گلفام ہوئی جاتی ہے	" "
زندگی اک مستقل شرحِ تمنا تھی مگر	عمر بھر تیری تمنا سے رہے بیگانہ ہم	روش صدیقی (رشید عزیز)
زلفوں کی گھنی چھاؤں میں اک لمحۂ خوش خواب	سو اعظا یہی تعبیرِ حیاتِ ابدی ہے	" "
زندگی کیا ہے گناہِ آدم	زندگی ہے تو گنہگار رہوں میں	مجاز
زباں پہ نامِ محبت بھی جرم تھا یعنی	ہم ان سے جرمِ محبت بھی بخشوا نہ سکے	میکش اکبرآبادی
زلفِ ہستی کو سنوارا ترے گیسو کی طرح	کام تھا گرچہ بہت سخت مگر ہم نے کیا	آل احمد سرور
زباں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھدی ہے	ہر ایک حلقۂ زنجیر میں زباں میں نے	فیض احمد
زخم پہ زخم کھا کے جی اپنے لہو کے گھونٹ پی	آہ نہ کر لبوں کو سی عشق ہے دل لگی نہیں	احسان دانش
زندگی کے آئینہ کو توڑ دو	اس میں اب کچھ بھی نظر آتا نہیں	شکیل بدایونی
زندہ ہوں اس طرح کہ غمِ زندگی نہیں	جلتا ہوا دیا ہوں مگر روشنی نہیں	بہزاد لکھنوی
زمانہ برسرِ پیکار ہے پر حول شعلوں سے	ترے لب پر ابھی تک نغمۂ خیام ہے ساقی	ساحر لدھیانوی

س

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر	مذہب عشق اختیار کیا	میر
سایہ میں ہر پلک کے خوابیدہ ہے قیامت	اس فتنۂ زماں کو کوئی جگا تو دیکھو	میر
سب سے ملتے تو ہو ظاہر میں یہ دھڑکا ہے مجھے	کہیں مجھ سا نہ کوئی اور گرفتار ملے	شاہ وصف دہلوی
سرسری ان سے ملاقات ہے گاہے گاہے	بزم اغیار میں گاہے سر راہے گاہے	قلندر بخش جرأت
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا	علی بخش بیمار
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	حیدر علی آتش
ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا	رات بھر مجھ کو دل زار نے سونے نہ دیا	امام بخش ناسخ
سو رمز کی کرتا ہے اشارہ میں وہ باتیں	ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ	" "
سنا رہا ہوں نکیرین کو فسانۂ ہجر	سوال ان کے جدا ہیں مرے جواب جدا	علی اوسط رشک
سئے جاتے ہیں کفن آپ کے دیوانوں کے	تار دامن کے ہیں ٹکڑے ہیں گریبانوں کے	پیارے صاحب رشید
سنی حکایت ہستی تو درمیاں سے سنی	نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم	شاد عظیم آبادی
سید اٹھے جو گزٹ لیکے تو لاکھوں لائے	شیخ قرآن دکھاتا پھرا پیسہ نہ ملا	اکبر الہ آبادی
ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	مرے عشق کے امتحاں اور بھی ہیں	اقبال
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم	بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے	"

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے	اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے	اقبال
سکھا دے گی ندامت شیوۂ قدر دوفا اُن کو	یہ شانِ کج ادائی میری جانِ ناتواں تک ہے	حسرت موہانی
سرمہ ہیں چشمِ دل کے لئے تلخ تجربے	پیری نے کر دیا ہے وسیع النظر مجھے	علی نقی صفی
سرطور ایک برقِ طور لہراتی نظر آئی	ذرا شوخی سے جھکا تھا کسی نے اپنے داماں کو	ضمیر حسن دل
سن کے تیرا نام آنکھیں کھول دیتا تھا کوئی	آج تیرا نام لے کر کوئی غافل ہو گیا	فانی
سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے	کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ	〃
سوزِ غم سے اشک کا ایک ایک قطرہ جل گیا	آگ پانی میں لگی ایسی کہ دریا جل گیا	عزیز لکھنوی
سنتا ہوں بڑے غور سے افسانۂ ہستی	کچھ خواب ہے کچھ اصل ہے کچھ طرزِ ادا ہے	اصغر گونڈوی
سو بار ترا دامن ہاتھوں میں مرے آیا	جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں تھا	〃 〃
سوزِ غم دے کر مجھے اس نے یہ ارشاد کیا	جا تجھے کشمکشِ دہر سے آزاد کیا	جوش ملیح آبادی
سموم و صرصر و سیلاب کا ہنگام آ پہنچا	شراب و شعر و شمع و شاہد و شوق جواں اب تک	〃 〃
ساقی کی محبت میں دل صاف ہوا اتنا	جب سر کو جھکاتا ہوں شیشہ نظر آتا ہے	مضطر خیر آبادی
سانس لینے میں درد ہوتا ہے	اب ہوا زندگی کی راس نہیں	جگر بریلوی
سجدوں سے نامراد ہے جو دل سے ناامید	وہ رہگذر کہ اب جو تری رہگذر نہیں	ڈاکٹر محمد دین تاثیر
سجدے جبیں کے نہیں اس قدر حقیر	کچھ تو سمجھ رہا ہوں ترے آستاں کو میں	ساغر نظامی
ساقی کی نظر آج گھٹاؤں کی طرف ہے	برسات کی ہر بوند گہر ہو کے رہے گی	ماہر القادری

ساقی مرے خلوص کی شدت کو دیکھنا	پھر آگیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کر	عبدالحمید عدم
سر دار اس دور میں ہے سینۂ آدم ورنہ	زندگی کے لئے سوزِ دلِ پروانہ بہت	روش صدیقی
ستم زمانہ سے تجھ کو رہم میں فدائے لذتِ پیہم	تجھے آشیاں کی تلاش ہے مجھے بجلیوں کی ہے جستجو	نہال سیوہاروی
سب کا تو مداوا کر ڈالا اپنا ہی مداوا کر نہ سکے	سب کے تو گریباں سی ڈالے اپنا ہی گریباں بھول گئے	مجاز
سکوں میسّر ہو تو کیونکر ہجومِ رنج و محن وہی ہے	بدل گئے ہیں اگرچہ قاتل نظامِ دار و رسن وہی ہے	سردار جعفری
سحر سے مل تو گیا سلسلہ اجالے کا	حیاتِ شمع نے کہنے کو عارضی پائی	غلام ربانی تاباں
سانس لینے کو ہی جینا تو نہیں کہتے ہیں	زندگی تھی جو ترے وصل کا امکاں ہوتا	یوسف ظفر
سورج ابھرا ہے کہ ڈوبا ہے کہ گہنایا ہے	یا فقط اپنے لہو سے ہوئی دھرتی گلنار	احمد ندیم قاسمی
سرِ راہ ان کو بیک نظر کبھی دیکھئے تو وہی ادا	وہی بے نیازیٔ مہوشاں وہی لطف تا نہ کمر پڑی	نشور واحدی
سکوں دے نہ سکیں راحتیں زمانے کی	جو نیند آئی ترے غم کی چھاؤں میں آئی	پیام فتحپوری
سیہ نصیب کوئی ہم سے بڑھ کے کیا ہوگا	جو اپنا گھر بھی جلائے تو روشنی نہ ملے	ساحر لدھیانوی
سحر سے رشتۂ امید باندھنے والو	چراغِ زیست کی لو شام ہی سے مدھم ہے	احمد راہی
سہارا نہ دیتی اگر موجِ طوفاں	ڈبو ہی دیا تھا ہمیں ناخدا نے	یکین احسن کلیم
سہتی رہی عقل سائلوں سے بھی	کئے سہل دل نے محالات بھی	ضیاء الدین شکیب
سنتا ہوں تیری محفل آباد تو ہے لیکن	اسکی سبھا میں ناچیز کی کمی ہے	〃 〃
سمجھ سمجھ کے سمجھ کو سمجھ سمجھ نا بھی اک سمجھ ہے	سمجھ سمجھ کر جو کچھ نہ سمجھے مری سمجھ میں وہ بے سمجھ ہے	منوب میر تقی میر
سنگ دل نے سنگ لیکر سنگ دل کے گھر گیا	سنگ دل نے سنگ مارا سنگ کھا کر مر گیا	نامعلوم

ش

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے	دل ہوا ہے چراغ مفلس کا	میر
شرمندۂ رفو نہیں عاشق کا چاک جیب	کس باغباں نے گل کا گریباں سلا دیا	نظیر اکبرآبادی
شیخ اس بت شکنی پر نہ ہوا اتنا مغرور	تو نے توڑا انہیں اپنا بت پندار ہنوز	شیخ غلام علی ہسنج
شمع ساں لگ اٹھے زباں کو آگ	گر کروں سوزِ دل بیاں اپنا	بہادر شاہ ظفر
شمع جلتی ہے پر اس طرح کہاں جلتی ہے	ہڈی ہڈی مری اے سوز نہاں جلتی ہے	〃 〃
شبِ وصل تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا	خواجہ حیدر علی آتش
شوقِ نظارۂ دیدار میں تیرے ہمدم	جان آنکھوں میں مری جا رہا کرتی ہے	رند لکھنوی
شبِ وصال میں سننا پڑا فسانۂ غیر	سمجھتے کاش وہ اپنا نہ رازدار مجھے	میر حسین تسکین بلوری
شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ	اک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی	مصطفےٰ خاں شیفتہ
شیخ جی گر گئے تھے حوض میں میخانے کے	ڈوب کر چشمۂ کوثر کے کنارے نکلے	ریاض خیرآبادی
شب بھر رہے شریک جو دورِ شراب میں	وہ سب صفِ نماز میں وقتِ سحر ملے	عباس
شب وہی شب ہے، دن وہی دن ہے	جو تری یاد میں گزر جائیں	مسرت ہوشیانی
شباب ڈھلتے ہی آئی پیری مآل پر اب نظر ہوئی ہے	بری ہی غفلت میں شب گزاری کہاں پہنچ کر سحر ہوئی ہے	دل شاہجہانپوری
شبِ غم اب مناؤں خیر اپنے جیب و دامن کی	رہے ہیں ست جنوں باقی تو کر لیں گے سحر پیدا	مولانا اقبال احمد سہیل

شرما گئے لجا گئے دامن چھڑا گئے	اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آ گئے	نوح ناروی
شامِ غم کچھ اس نگاہِ ناز کی باتیں کرو	بیخودی بڑھتی چلی ہے راز کی باتیں کرو	فراق گورکھپوری
شباب آیا کسی بُت پر فدا ہونے کا وقت آیا	مری دنیا میں بندے کو خدا کہنے کا وقت آیا	ہری چند اختر
شمع اک موم کے پیکر کے سوا کچھ بھی نہ تھی	آگ جب تن میں لگائی ہے تو جان آئی ہے	آنند نرائن ملا
شبِ فرقت نظر آتے نہیں آثارِ سحر	اتنی ظلمت ہے رُخِ شمع پہ بھی نور نہیں	برق دہلوی
شفق دھنک مہتاب گھٹائیں تارے نغمے بجلی پھول	اس دامن میں کیا کیا کچھ ہے وہ دامن ہاتھ میں آئے تو	عندلیب شادانی
شگفتہ پھول جو دیکھے تو شوق یاد آیا	دیئے تھے داغ بھی گلشن نے بے شمار مجھے	شوق اثری
شبنم نے رو کے جی ذرا ہلکا تو کر لیا	غم اس کا پوچھئے جو نہ آنسو بہا سکے	عبدالسلام سلام
شعر محدود ہیں حسنِ تخیل پہ نثور	ان نگاہوں نے بھی اک شعر پڑھا ہے	نثور واحدی
شبِ انتظار کی کشمکش میں نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی	کبھی اک چراغ بجھا دیا کبھی اک چراغ جلا دیا	مجروح سلطانپوری
شامِ غم سے جہاد کر جب تک	شامِ غم کی سحر نہ ہو جائے	جاوید وششٹ
شیشہ ٹوٹے غل مچ جائے	دل ٹوٹے آواز نہ آئے	حفیظ میرٹھی
شبِ سیاہ کے لمحے گذار لینے دو	گھڑی گھڑی نہ کرو ذکر ماہ پاروں کا	شہزاد احمد شہزاد
شمع کی آنچ میں کمی تو نہیں	جل کے ٹھنڈے پڑے ہیں پروانے	نامعلوم

ص

صبح گر صبحِ قیامت ہو تو کچھ پروا نہیں — ہجر کی جب رات ایسی بیقراری میں کٹی — خواجہ امین الدین امین

صیاد اسیرِ دامِ رگِ گل ہے عندلیب — دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے آب و دانہ کیا — آتش

صد سالہ دورِ خرچ تھا ساغر کا ایک دور — نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئی — گستاخ رامپوری

صیاد اب قفس سے ڈراتا ہے کیا مجھے — تیرے کرم سے شکل وہی آشیاں کی ہے — اقبال احمد سہیل

صبر اتنا نہ کر کہ دشمن پر — تلخ ہو جائے لذتِ بیداد — یاس یگانہ چنگیزی

صرف اک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں — منزل تمام عمر مجھے ڈھونڈتی رہی — عبدالحمید عدم

صبح بچھڑ کر شام کا وعدہ شام کا ہونا سہل نہیں — انکی تمنا چھوڑ کر لینا صبح کو پہلے شام کرو — نثار اٹاوی

صیاد اب جو اذنِ رہائی دیا تو کیا — مدت ہوئی کہ آرزوئے بال و پر گئی — زوالنورین

صبر اے دل! کہ یہ حالت نہیں دیکھی جاتی — ٹھہر اے درد! کہ اب ضبط کا یارا نہ رہا — حبیب اشعر

ط

طبلِ علم ہے پاس آپنے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا	آتش
طبیعت اپنی جب گھبراتی ہے سنسار باتوں میں	ہم ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں	فراق گورکھپوری
طائرِ خستہ بال کو دام بھی کنجِ آشیاں	مرغِ چمن نورد کو گوشۂ آشیاں بھی ہے	ظفر تاباں

ظ

ظلمت و نور ہے عشق کی ہستی	تیرہ تیرہ تاباں تاباں	فراق گورکھپوری
ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا وہ ہو لاکھ صاحبِ فہم و ذکا	جسے عشق میں یادِ خدا نہ رہی جسے فکرِ عاقبت خوف خدا نہ رہا	ظفر

ع

عجب کچھ لطف رہتا ہے شبِ خلوت سے دلبر سوں	خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ	ولی اورنگ آبادی
عشق میں خواب کا خیال کسے	نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی	محمد حیات حسرت
یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروزِ عیدِ قرباں	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا	انشا
عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب	دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک	غالب
عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن	آخر وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے	مومن
کرتے ہیں تہی مغز ثناء آپ اپنی	جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے	انیس
عجب حوصلہ ہم نے غنچوں کا دیکھا	تبسم پہ ساری جوانی لٹا دی	جلیل مانکپوری
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے	عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم	اقبال
علم فقیہہ و حکیم۔ فقر مسیح و کلیم	علم ہے جویائے راہ فقر ہے دانائے راہ	〃
عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں	کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے	سرا قبال
عشق سے لوگ منع کرتے ہیں	جیسے کچھ اختیار ہے گویا	اثر لکھنوی
عشق کی دنیا میں جنسِ غم کو ارزاں کر دیا	ہم غریبوں کیلئے جینے کا ساماں کر دیا	فراق چند محروم
عشق کی کچھ ہوا لگی جب انہیں	کچھ اڑا رنگ کچھ نکھر بھی گئے	فراق گورکھپوری
عمر سب ذوقِ تماشا میں گذاری لیکن	آج تک یہ نہ کھلا کس کے طلبگار ہیں ہم	مضطر خیر آبادی

عشرتِ رفتہ نے جا کر نہ کیا یاد ہمیں	عشرتِ رفتہ کو ہم یاد کیا کرتے ہیں	اختر انصاری
عشق ہی عشق ہے دنیا میری	فتنۂ عقل سے بیزار ہوں میں	اسرار الحق مجاز
عروجِ ماہ کو انساں سمجھ گیا لیکن	ہنوز عظمتِ انساں سے آگہی کم ہے	شاہد صدیقی
عنوانِ ترقی ہے یہ تیرہ فضائی بھی	کچھ گرد بھی اٹھتی ہے جب قافلہ چلتا ہے	نشور واحدی
علم و فن کے دیوانے عاشقی سے ڈرتے ہیں	زندگی کے خواہاں ہیں زندگی سے ڈرتے ہیں	〃 〃
عشق ہے تشنگی کا نام توڑ دے گر ملے بھی جام	شدتِ تشنگی نہ دیکھ لذتِ تشنگی سمجھ	خمار بارہ بنکوی
عجیب شئے ہے تصور کی کارفرمائی	ہزار محفلِ رنگیں شریکِ تنہائی	پیام فتحپوری
عہدِ ستم ہے دیکھیں ہم آشفتہ سروں پہ کیا گذرے	شہر میں اسکے بندقبا کی رنگِ حنا کی بات چلی	اصغر تسلیم
عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم	رسمِ دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے	نامعلوم
عقل نے ترکِ تعلق کو غنیمت جانا	دل کو بدلے ہوئے حالات پہ رونا آیا	ذکی کاکوروی

غ

غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے	پر سُنا ہوگا کہ تم کو اک جہاں نے کیا کہا	شیخ قیام الدین قائم
غضب ہے کہ دل میں تو رکھو کدورت	کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتیں	
غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا	ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا	صفی لکھنوی
غمِ حیات سے گھبرا کے بندگانِ خدا	چلے ہیں جانبِ میخانہ خودکشی کے لئے	ماہر القادری
غمِ دوراں غمِ جاناں کا نشاں ہے کہ جو تھا	وصفِ خوباں بہ حدیثِ دگراں ہے کہ جو تھا	عابد علی عابد
غم نہ اپنا نہ اب خوشی اپنی	یعنی دنیا بدل گئی اپنی	خوشتر کھنڈوی
غمِ عاشقی میں گرہ کشا نہ خرد ہوئی نہ جنوں ہوا	وہ ستم رہے کہ ہمیں رہا نہ پئے خرد نہ سرِ جنوں	ن۔م۔ راشد
غمِ دوراں غمِ جاناں سے گزر کر اے دوست	آج ہر غم کو شریکِ غمِ انساں کر دے	روش صدیقی
غمِ زندگی اک مسلسل عذاب	غمِ زندگی سے مفر بھی نہیں	غلام ربانی تاباں
غمِ حبیب، غمِ زندگی، غمِ دوراں	کسی مقام پہ ہم جی بُرا نہیں کرتے	احمد ریاض
غم نہ اپنا نہ اب خوشی اپنی	یعنی دنیا بدل گئی اپنی	خوشتر کھنڈوی
غمِ جاناں سے ربط ٹوٹ گیا	اب غمِ دہر سے پناہ نہیں	رام کشن مضطر

ف

فکرِ معاش، عشقِ بتاں، یادِ رفتگاں	اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کیا کرے	رفیع سودا
فکر مت کر ہمارے جینے کی	تیرے نزدیک کچھ یہ دُور نہیں	میر
فقط امید ہے بخشش کی تیری رحمت سے	وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہیں	مہدی حسین حالی پانی پتی
فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر	فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ	اقبال
فنا کا ہوش آنا زندگی کا دردِ سر جانا	اجل کیا ہے خمارِ بادۂ ہستی اُتر جانا	برج نرائن چکبست
فلک نے بھول بھلیوں میں ڈال رکھا تھا	ہم ان کو ڈھونڈتے یا اپنی جستجو کرتے	یاس یگانہ چنگیزی
فقط فریبِ خد و خال حسن باقی ہے	جو چیز صبر شکن تھی گئی شباب کے ساتھ	آنند نرائن ملا
فلک کے تاروں سے کیا دُور ہو گی ظلمتِ شب	جب اپنے گھر کے چراغوں سے روشنی نہ ملی	〃 〃
فتنۂ عقل کے جو یا مری دنیا سے گزر	میری دنیا میں محبت کے سوا کچھ بھی نہیں	جاں نثار اختر
فضا کا ذکر کریں، بحر و بر کا ذکر کریں	بہت بلند ہے فردوسِ گھر کا ذکر کریں	ندیم قاسمی
فلم کی گردش سے تصویریں بدلتی رہیں	عمرِ رفتہ کا نہ آیا پھر وہ منظر سامنے	اسیر کاکوروی

ق

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند	کچھ دُور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا	قیام الدین قائم
قدر رکھتی نہیں متاعِ دل	سارے عالم میں مَیں دکھا لایا	میر
قبائے گُل کو پھاڑا جب مرا گُل پیرہن بگڑا	بنی آئی کچھ نہ غنچے سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا	آتش
قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے	جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا	ناسخ
قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں	غالب
قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن	ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیٔ منصور نہیں	〃
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	〃
قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو	کاش کے تم مرے لئے ہوتے	〃
قطرے قطرے کا ہے نصیب جدا	کوئی گوہر کوئی شراب ہوا	مائل دہلوی
قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر	جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا	امیر مینائی
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت	یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں	اقبال
قفس میں دیتے ہو کیا طعنِ سُست پروازی	فضا کھلی ہوئی ملتی تو آشیاں ہوتا	اقبال احمد سہیل
قفس میں جی نہیں لگتا ہے آہ پھر بھی مرا	یہ جانتا ہوں کہ تنکا بھی آشیاں میں نہیں	عزیز لکھنوی

قتل اور مجھ سے سخت جان کا قتل ؛ تیغ دیکھو ذرا کمر دیکھو	عزیز لکھنوی
قسمت میں خوشی جتنی تھی ہوئی اور غم بھی ہے جتنا ہونا ہے	
گھر پھونک تماشہ دیکھ چکے اب جنگل جنگل رونا ہے	سید آل رضا
قفس میں جب کبھی جھپکی مری آنکھ ؛ یہی دیکھا نشیمن جل رہا ہے	منظر لکھنوی
قبول ہے تیری کبریائی مگر کبھی یہ بھی تو نے سوچا	
یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو ہے غریب انساں کہاں نہیں ہے	ندیم قاسمی
قفس بھی ہے یہاں صیاد بھی گلچیں بھی کانٹے بھی	
چمن کو ہم سمجھتے ہیں مگر اپنا چمن اب تک	نثار اٹاوی
قتیل اپنا مقدر غم سے بیگانہ اگر ہوتا ؛ تو پھر اپنے پرائے ہم سے پہچانے کہاں جاتے	قتیل شفائی

ک

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانۂ ساقی	کہ دل سے تاب جی سے صبر سر سے ہوش لیجائے	ولی اورنگ آبادی
کون سے زخم کا کھلا ٹانکا	آج پھر دل میں درد ہوتا ہے	ضیاء الدین ضیا
کعبہ اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ	کچھ قصرِ دل دل نہیں کہ بنایا جائیگا	رفیع سودا
کمالِ بندگیٔ عشق ہے خداوندی	کہ ایک دن نے مہ مصر سا غلام لیا	〃 〃
کیفیت چشم اسکی مجھے یاد ہے سودا	ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں	〃 〃
کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے ورنہ	کاقی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی	〃 〃
کس کا ہے جگر کس پہ یہ بیداد کروگے	لو دل تمہیں ہم دیتے ہو کیا یاد کروگے	جعفر علی حسرت
کون سی رات آن ملے گا	دن بہت انتظار میں گذرے	خواجہ میر درد
کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات	کلی نے یہ سن کر تبسم کیا	میر تقی میر
کچھ نہ دیکھا پھر بجز اک شعلۂ پر پیچ و تاب	شمع تک ہم نے تو دیکھا تھا کہ پروانہ گیا	〃 〃
کیا شکوہ کریں کنجِ قفس کا دلِ مضطر	ہم نے تو چمن میں بھی ٹک آرام نہ پایا	حسن دہلوی
کیا جانئے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر	جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم	جراءت
کیا فسوں تو نے خدا جانے یہ ہم پر مارا	تجھ سے پھرتا نہیں دل ہم نے بہت سر مارا	محمد امان نثار
کس سے تم ہمکنار تھے صاحب	رات ہم بے قرار تھے صاحب	غلام علی ناسخ

کچھ ایسی بن گئی تصویر اس کے دست قدرت سے	رہا حیراں بنا کر آپ صورت آفریں برسوں	بندرابن راقم
کون پرساں ہے حال بسمل کا	خلق منھ دیکھتی ہے قاتل کا	علی بخش بیمار
کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت	ٹال کر کہنے لگا دن ہے ابھی رات کے وقت	انشا
کون کہتا ہے بولو مت بولو	ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو	〃
کوئی دنیا سے کیا بھلا مانگے	وہ تو بیچاری آپ ننگی ہے	〃
کون اس فصل میں دیوانہ ہوا ہے ہشیار	کہ ہوا ہاتھ میں زنجیر لئے پھرتی ہے	عیشی لکھنوی
کہدو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں	اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں	بہادر شاہ ظفر
کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رات دن مجھکو	اسے بھی ایک دن تم جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا	آتش
کسی کے محرم آب رواں کی یاد آئی	حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا	〃
کون سے دن نئی قبریں نہیں اس میں بنتیں	یہ خرابہ وہی عبرت کا مکاں ہے کہ جو تھا	〃
کیا جگہ کوچہ محبوب ہے سبحان اللہ	کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا	〃
کہاں کہاں تجھے ڈھونڈا بدل کے بھیس اے دوست	جو شیخ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا	〃
کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر	میں جاگا کیا بخت سویا کیا	〃
کشتہ ہم بھی ترے نیرنگی کے ہیں یاد ہے	او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے	〃
کس رچہ تنگ ہوں ترے ہاتھوں سے اے جنوں	لاؤں کہاں سے روز گریباں نئے نئے	〃
کریں ہم کس کی پوجا اور چڑھائیں کس کو چندن ہم	صنم ہم دیر ہم بتخانہ ہم بت ہم برہمن ہم	ناسخ

کیا روزِ بد میں ساتھ رہے کوئی ہمنشیں	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں شجر سے دور	ناسخ
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ	ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا	غالب
کسی نے بھی تیری طرح سے انیس	کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی	مرزا سلامت علی دبیر
کیونکر نہ لپٹ کر تجھے روؤں اے قبر	میں نے بھی تو جان دے کے پایا ہے تجھے	" " "
کعبے چلتا ہوں پر اتنا تو بتا	میکدہ کوئی ہے زاہد راہ میں	اسیر لکھنوی
کیا جانئے کیا لطف ہے چلمن کے ادھر آج	جاتی ہے تو پھر کر نہیں آئی ہے نظر آج	منیر شکوہ آبادی
کچھ خوفِ خدا کیجئے اس طرح نہ چلئے	سو بار تو اس چال پہ تلوار چلی ہے	نواب بیگم حجاب
کہاں صیاد کیسا باغباں کس پر گری بجلی	چمن میں آتشِ گل نے ہمارا آشیاں پھونکا	داغ دہلوی
کمر دھوکا دہن عقدہ غزال آنکھیں پری چہرہ	شکم ہیرا بدن خوشبو جبیں دیبا زباں عیسیٰ	واجد علی شاہ اختر
کہاں یہ تاب کہ چکھ چکھ کے یا گرا کے پیوں	ملے بھرا ہوا ساغر تو ڈگڈگا کے پیوں	شاد عظیم آبادی
کرو نہ کچھ فکرِ جام و ساقی بہار آنے تو دو چمن میں	گلوں سے ٹپکے گا رنگِ مستی ہوا کریگی شراب پیدا	اکبر الہ آبادی
کعبہ و دیر میں ہوتی ہے پرستش کس کی	مئے پرستو! یہ کوئی نام ہیں میخانوں کے	ریاض خیرآبادی
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے	مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق	اقبال
کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں	کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں	"
کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا	شغل بیکار ہیں سب ان کی محبت کے سوا	حسرت موہانی
کہیں وہ آکے مٹا دیں نہ انتظار کا لطف	کہیں قبول نہ ہو جائے التجا میری	" "

کس طرح جوانی میں چلوں راہ یہ ناصح	یہ عمر ہی ایسی ہے سمجھائی نہیں دیتا	شاعر قزلباش
کیا سوال تو آواز بازگشت آئی	جواب مجھ سے طلب ہے مرے سوالوں کا	فانی بدایونی
کی سپرد در میخانہ اجل نے مری خاک	کس کو سونپا مجھے ظالم نے خدا کے بدلے	" "
کس کام کی ایسی سچائی جو توڑ دے امیدیں دل کی	تھوڑی سی تسلی ہو تو گئی مانا کہ وہ بول کے جھوٹ گیا	آرزو لکھنوی
کس نے بھیگے ہوئے بالوں سے یہ جھٹکا پانی	جھوم کے آئی گھٹا ٹوٹ کے برسا پانی	آرزو لکھنوی
کوچۂ یار میں جانے کی کبھی خو نہ گئی	ٹھوکریں کھا کے بھی سنبھلے نہ سنبھلنے والے	ناظر
کون دیتا ہے دادِ ناکامی	خونِ فرہاد بر سرِ فرہاد	یاس یگانہ چنگیزی
کتاب عمر ہے گویا انیسِ تنہائی	نظر میں قصۂ ماضی و حال ہوتا ہے	" "
کارفرما ہے فقط حسن کا نیرنگ گماں	چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے	" "
کیا دردِ ہجر اور یہ کیا لذتِ وصال	اس سے بھی کچھ بلند ملی ہے نظر مجھے	" "
کہاں کا میخانہ کس کا ساقی کچھ اور بڑھنے دو بیخودی کو	یہی بنائے گا جام و ساغر یہی کرے گی شراب پیدا	جگر مرادآبادی
کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر کبھی غنچہ و گل و خار پر	میں چمن میں چاہے جہاں رہوں مرا حق ہے فصلِ بہار پر	" "
کہاں سے بڑھ کے پہنچے ہیں کہاں تک علم و فن ساقی	مگر آسودہ انساں کا تن ساقی نہ من ساقی	
کبھی ہو سکا تو بتاؤں گا تجھے رازِ عالمِ خیر و شر	کہ میں رہ چکا ہوں شروع ہی سے گہے ایزد و گہے اہرمن	فراق گورکھپوری
کیونکر ہو اثر آپ کے اعلانِ وفا میں	دامن تو ہے ڈوبا ہوا خونِ شہدا میں	" "
کچھ نہیں اختیار میں پھر بھی	ہر خطا میری ہر قصور مرا	احسان اعظم گڈھی

کارواں خود ہے اپنی گرد میں گم	پاؤں کی خاک سر پہ آئی ہے	نرائن ملا
کس درجہ سکوں بخش ہے احساسِ محبت	ہر درد کے آغوش میں طوفاں نظر آیا	روشن صدیقی
کس نے بھیجا تھا پیامِ ہوش دیوانوں کے پاس	دامنوں کے چاک آپہنچے گریبانوں کے پاس	〃 〃
کس کو معلوم ہے ہم حسن شناسانِ ازل	کتنے ادہام سے گزرے تو یقیں تک پہنچے	〃 〃
کیا کیا ہوا ہے ہم سے جنوں میں نہ پوچھئے	الجھے کبھی زمیں سے کبھی آسماں سے ہم	مجاز
کچھ بھول کر خبر ہے ہم کیا کیا آگر دشِ دوراں بھول گئے	وہ زلفِ پریشاں بھول گئے وہ دیدۂ گریاں بھول گئے	〃
کئی بار اس کا دامن بھر دیا حسنِ دو عالم سے	مگر دل ہے کہ اسکی خانہ ویرانی نہیں جاتی	فیض احمد فیض
کتنے صنم خود ہم نے تراشے	ذوقِ پرستش اللہ اکبر	حبیب احمد صدیقی
کیا موت نے بھی سیکھ لئے دلبری کے ڈھنگ	یہ طرزِ بے رخی تو اس آرامِ جاں کی ہے	بٹ نظر
کٹے گی کیسے گلِ نو کی زندگی یارب	کہ اس غریب کا کانٹوں میں گھر ابھی سے ہے	سلام سندیلوی
کوئی اے شکیل دیکھے یہ جنوں نہیں تو کیا ہے	کہ انہی کے ہو گئے ہم جو نہ ہو سکا ہمارا	شکیل بدایونی
کتنی امیدوں کی شمعوں میں گھری ہے زندگی	جتنی روشن ہیں یہ آنکھیں اتنے ہی گھر سائے ہیں	احمد ندیم قاسمی
کون تا صبح جلائے گا تمنا کا چراغ	شام سے لو ٹ گئی آس تو پھر کیا ہوگا	شاعر لکھنوی
کتنے تاباں تھے وہ لمحات ترے پہلو میں	دو گھڑی میری بھی فردوس مناگذری ہے	اختر اورینوی
کل جو ذکرِ جام و مینا آگیا	میری توبہ کو پسینا آگیا	نثار اٹاوی
کلی کی خود ہے بہر حال مسکرانے کی	مگر اس کسے ہے ہوا زمانے کی	〃 〃

کوئی بات ہے ورنہ جفاؤں کے مارے	تجھے بھلا کے ترا انتظار کیوں کرتے	ظہور نظر
کون اس طرزِ جفائے آسماں کی داد دے	باغ سارا پھونک ڈالا آشیاں رہنے دیا	ادیب سہارنپوری
کچھ اپنا ہوش تھا نہ تمہارا خیال تھا	یوں بھی گزر گئی شبِ فرقت کبھی کبھی	ناصر کاظمی
کبھی شعر و نغمہ بن کے کبھی آنسوؤں میں ڈھل کے	وہ مجھے ملے تو لیکن ملے راستے بدل کے	خمار بارہ بنکوی
کچھ اس طرح سے لٹی ہے متاعِ دیدۂ دل	کہ اب کسی سے بھی ذکرِ وفا نہیں کرتے	احمد ریاض
کوئی حرم سے دیر سے منسوب ہے، کوئی	اک رہ گیا ہوں میں کہ تمہارا نہیں ہے	ساحر لدھیانوی
کچھ ایسی تیز تھی رفتارِ کاروانِ حیات	کہیں ٹھہر کے ترا انتظار کر نہ سکے	عمر انصاری
کس کو بتلائیں قفس کی تیلیاں کھری ہوئی	کل یہیں پر امتحانِ طاقتِ پرواز تھا	سالک لکھنوی
کھلے جو پھول تو منہ چھپ گیا ستاروں کا	مثالِ ابر چلا کارواں بہاروں کا	شہزاد
کوئی وعدہ کوئی امید نہیں	اب سکوں دل کو آچلا ہے بہت	ایاز
کچھ حیا آڑے آگئی ورنہ	کم نہ تھی ان کی بیقراری بھی	کوثر فاروقی
کیوں میری طرح راتوں کو رہتا ہے پریشاں	اے چاند بتا کس سے تری آنکھ لڑی ہے	ساحر لکھنوی
کوئی الزام نسیمِ سحری پر نہ گیا	پھول ہنسنے پہ خطاوار اکیلا ٹھہرا	وحید اختر
کسی کو دیکھا کیا تجھ سے چھٹ کر	سنا ہے زندگی قدموں سے لپٹی دور تک آئی	" "
کارواں تو نکل گیا کو سوں	راہ بھٹکے ہوئے کہاں جائیں	ذکی کاکوروی
کسی نے بھی تیری طرح سے انیس	میں نے بھی تو جان دیکر پایا ہے تجھے	انیس
کبھو بحر نہ لپٹ کر تجھے سوؤں اے قبر	[illegible] سخن کو ستوار انہیں	

گ

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی	رفیع سودا
گریہ شب سے سرخ ہیں آنکھیں	مجھ بلانوش کو شراب کہاں	میر
گالی سہی ادا سہی چین جبیں سہی	یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی	انشا
گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے	گویا
گیا منزل پہ سارا قافلہ آوارۂ غربت ہیں	ہم آوازِ جرس کی طرح سے تنہا بھٹکتے ہیں	شاہ ظفر
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	سر چڑھنا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے	آتش
گماں نہ کیونکہ کروں تجھ پہ دل چرانے کا	جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا	نظام الدین ممنون
گیسو رخ پر ہوا سے ہلتے ہیں	چلئے اب دونوں وقت ملتے ہیں	شوق لکھنوی
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے	رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے	غالب
گیا شباب پہ اتنا رہا تعلقِ عشق	دل و جگر میں تپک گاہ گاہ ہوتی ہے	تعشق لکھنوی
گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے	الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے	ریاض خیرآبادی
گرے اس پہ بجلی تو احسان مانوں	قفس ہے مرا آشیانہ نہیں ہے	احمد سہیل
گھٹا اٹھی ہے تو بھی کھول لفِ عنبریں ساقی	ترے ہوتے فلک سے کیوں ہو شرمندہ زمیں ساقی	مجذوب
گلشن پر ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز	کانٹوں سے بھی نباہ کئے جا رہا ہوں میں	جگر مرادآبادی

گھٹے اگر تو بس اک مشت خاک ہے انساں	بڑھے تو وسعت کونین میں سما نہ سکے	جگر مرادآبادی
گلوں سے کھیل رہے ہیں نسیم کے جھونکے	قفس میں بیٹھا ہوا ہاتھ مل رہا ہوں میں	منظر لکھنوی
گھٹائیں اودی اودی میکدہ بردوش فصل گل	نہ جانے لغزش توبہ سے ایمان کیا نہ گذری	وحشی کانپوری
گل و غنچہ اصل میں ہیں تری گفتگو کی تکملیں	کبھی کھل کے بات کہہ دی کبھی کر دیا اشارا	سلام سندیلوی
گرمیٔ حسن سے جل جائے نہ آنچل تیرا	لگ گئی آگ تو مجھ کو ہی بجھانا ہوگا	شکیل بدایونی
گزار دوں ترے غم میں جو عمر خضر ملے	ترے نثار یہ دو دن کی زندگی کیا ہے	خمار بارہ بنکوی
گھر سے چلے تھے ہم تو خوشی کی تلاش میں	غم راہ میں کھڑے تھے وہی ساتھ ہو لئے	راجندر کشن
گل کیا جس نے وہ تھا اور مگر	شمع نے شکوہ ہواؤں سے کیا	تلوک چند کوثر
گلشن گلشن شعلۂ گل کی زلف صبا کی بات چلی	حرف جنوں کی بند گراں کی جرم و سزا کی بات چلی	اصغر سلیم
گو میں نے کچھ نہیں اب تک کہا ہے	مگر پھر بھی زمانے کو گلہ ہے	ذکی کاکوروی
گر گئے ہیں نگاہ سے اپنی	جب کسی نے ہمیں سنبھالا ہے	〃 〃
		〃

ل

لگتی ہے اب تو قلقلِ مینا سے دل کو ٹھیس — وہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا — محمد محسن کلیم

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیا صاحب — زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا — آتش

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے — ذوق

لئے تو چلے ہیں حضرتِ دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن — ہمارے پہلو میں بیٹھ کر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا — داغ

لطف مے تجھ سے کیا کہوں واعظ — ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں — "

لاکھوں ہی مسافر چلے ہیں منزلِ آباد پہنچے ہیں دو ایک — اے اہلِ زمانہ قدر کرو نایاب نہ ہوں کمیاب ہیں ہم — شاد عظیم آبادی

لبریز تبسم تھا ایک اک خطِ پیمانہ — محفل سے جو وہ اٹھے لیتے ہوئے انگڑائی — فانی بدایونی

لطفِ بہار کچھ نہیں گو ہے وہی بہار — دل کیا اجڑ گیا کہ زمانہ اجڑ گیا — آرزو لکھنوی

لوگ مرتے بھی ہیں جیتے بھی ہیں بتا بھی ہیں — کون سا سحر تری چشمِ عنایت میں نہیں — اصغر گونڈوی

لذت کبھی تھی اب تو مصیبت سی ہو گئی — مجھ کو گناہ کرنے کی عادت سی ہو گئی — بیخود موہانی

لاکھ آفتاب پاس سے ہو کر گذر گئے — بیٹھے ہم انتظارِ سحر دیکھتے رہے — جگر مرادآبادی

لہو میں ڈوبی ہے تاریخِ خلقتِ انساں — ابھی یہ نسل ہے شائستۂ حیات کہاں — سراج لکھنوی

لہرا کے جھوم جھوم کے لا مسکرا کے لا — پھولوں کے رس میں چاندنی کرنیں ملا کے لا — عبدالحمید عدم

لایا ہوں یوں بچا کے حوادث سے زیست کو	لاتے ہیں جیسے کوہ سے چشمہ نکال کر	عبدالحمید عدم
لب تیغ پر لہو ہے لب زخم پر تبسم	یہ حیات تن برہنہ اسے کیا پہن دیں	سردار جعفری
لالہ و گل کے نشیمن سے اتر کر کبھی دیکھ	کیسے کانٹوں میں ترے آبلہ پا رہتے ہیں	جاوید و شفٹ
لوگ میرے جنوں پہ ہنستے ہیں	یہ بھی احساس کمتری تو نہیں	کوثر فاروقی

م

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی	دیکھ رتبہ دیدۂ دیدار کا	ولی اورنگ آبادی
مرے دل کے شیشہ کو بیوفا تو نے ٹکڑے ٹکڑے جو کر دیا	مرے پاس تو وہی ایک تھا یہ دکانِ شیشہ گراں نہیں	خواجہ میر درد
میں وہ فتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے	نقشِ قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے	〃 〃
میں رونے والا جہاں سے چلا ہوں	جسے ابر ہر سال روتا ہے گا	میر تقی میر
مدعی مجھ کو کھڑے صاف برا کہتے ہیں	چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں	〃 〃
میں حشر کو کیا رووں کہ اٹھ جائے سے تیرے	برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو یہیں اور	حسن دہلوی
مت میرے رنگِ زرد کا چرچا کرو کہ یاں	رنگ ایک سا ہمیشہ کسی کا نہیں رہا	ہمدانی مصحفی
میں اپنے سوزِ دل کو بجھاؤں تو کس طرح	اب تو نہیں ہے بوند بھی آنسو کی آنکھ میں	شاہ ظفر
مُردے جیا کئے لبِ جاں بخشِ یار سے	بوسے کے انتظار میں ہم جاں بلب رہے	ناسخ
میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں	گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا	غالب
مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہے جس وقت	میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں	〃
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے	〃
میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل	اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے	〃
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	〃

مانگا کریں گے اب تو دعا ہجرِ یار کی	آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ	مومن
مثالِ ماہیِ بے آب موجِ تڑپا کی	حباب پھوٹ کے روئے جو تم نہا کے چلے	انیس
مرمر کے اگر شام تو رو رو کے سحر کی	یوں زندگی ہم نے تری دوری میں بسر کی	جوش لکھنوی
میں نے وفورِ شوق میں شاید سنا نہ ہو	یا شاید آپ ہی نے کی ہو "نہیں نہیں"	شاد عظیم آبادی
میں نے کریم جان کے تجھ کو کئے گناہ	بخشے نہ تو مجھے تری رحمت سے دور ہے	ریاض خیرآبادی
منھ پھیر کے یوں چلی جو ادا	یاد آگیا روٹھنا کسی کا	جلیل مانکپوری
مٹھیوں میں خاک لیکر دوست آئے وقتِ دفن	زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے	ثاقب لکھنوی
مسجد تو بنادی دم بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے	من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا	اقبال
متاعِ بے بہا ہے درد و سوز و آرزو مندی	مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی	"
مٹی خراب ہے ترے کوچہ میں ورنہ ہم	اب تک تو جس زمیں پہ رہے آسماں رہے	انور
منظور ہے جو ترکِ محبت ہی آپ کو	ہم پر ہجوم ناز و ادا ابھی نہ کیجئے	حسرت موہانی
مل رہے گا جو اُن سے ملنا ہے	لب کو شرمندۂ دعا نہ کریں	" "
مری لاش کے سرہانے وہ کھڑے یہ کہہ رہے ہیں	اسے نیند یوں نہ آتی اگر انتظار ہوتا	صفی لکھنوی
مذاقِ سربلندی ہو تو پھر درد و حرم کیسے	جبیں سائی کی فطرت نے کئے ہیں سنگِ در پیدا	اقبال احمد سہیل
مجالِ ترکِ محبت نہ ایک بار ہوئی	خیالِ ترکِ محبت تو بار بار آیا	وحشت کاکوروی
ماتا کہ بزمِ حسن کے آداب ہیں بہت	جب دل پہ اختیار نہ ہو کیا کرے کوئی	عزیز لکھنوی

معصوم نظر کا بھولا پن للچا کے لبھانا کیا جانے	دل آپ نشانہ بنتا ہے وہ تیر چلانا کیا جانے	آرزو لکھنوی
مرے شباب کی توبہ پہ جا نہ اے واعظ	نشہ کی بات نہیں اعتبار کے قابل	حفیظ جونپوری
مٹی جاتی تھی بلبل جلوۂ گلہائے رنگیں پر	چھپا کر کس نے ان پردوں میں برق آشیاں رکھدی	اصغر گونڈوی
مبارک باد اے جذبِ محبت	انھیں اپنے پہ اب میرا گماں ہے	جگر مرادآبادی
مجھے ڈر ہے کہ اس ناپاک تر دور سیاہی میں	بگڑ جائے نہ خود میر مذاقِ شعر و فن ساقی	״ ״
ملا جو موقع تو روک دونگا جلال روزِ حساب تیرا	پڑھوں گا رحمت کا وہ قصیدہ کہ ہنس پڑیگا جلال تیرا	جوش
مدتوں کشمکشِ یاس و تمنا میں رہے	غم نے جینے نہ دیا شوق نے مرنے نہ دیا	عبداللطیف تپش
مدتیں گزریں تری یاد بھی آئی نہ ہمیں	اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں	فراق گورکھپوری
مرے دوستوں کو معمہ ہے مری نور و نار کی زندگی	جو ادھر چراغِ حرم کی لو تو ابھی بھی کفر ہے شعلہ زن	״ ״
مٹی نہ تیرگی دل جگر کے داغوں سے	چراغ ہم نے جلائے تھے روشنی کے لئے	انور صابری
مری رات کیونکر کٹے گی الٰہی	مجھے دن کو تارے نظر آرہے ہیں	منظر لکھنوی
مایوسیوں میں دل کا وہ عالم دمِ وداع	بجھتے ہوئے چراغ کی لو جیسے تھرتھرائے	عندلیب شادانی
محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں	یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا	مخمور دہلوی
محبت کس قدر یاس آفریں معلوم ہوتی ہے	ترے ہونٹوں کی ہر جنبش ہنسی معلوم ہوتی ہے	چراغ حسن حسرت
میرے ہنسنے پہ خفا تھے مرے رونے پہ ہنسے	وہی رنگِ ستم عشوہ گراں ہے کہ جو تھا	عابد علی عابد
میں میکدے کی راہ سے ہو کر گذر گیا	ورنہ سفر حیات کا کافی طویل تھا	عدم

میں بھول جاؤں نہ مفہوم زندگی ساقی	ذرا چھلکتا ہوا ساغرِ شراب تو لا	عدمؔ
منجدھار تک پہنچا تو ہمت کی بات تھی	ساحل کے آس پاس ہی طوفان بن گئے	〃
مرے خیال کی وسعت میں ہیں ہزار چمن	کہاں کہاں سے نکالے گی یہ بہار مجھے	وحشیؔ کانپوری
مگر یہاں تو جل رہا ہے آدمی سے آدمی	سُنا یہ تھا چراغ سے چراغ جلتے آئے ہیں	شادؔ عارفی
مرنے کی دعائیں کیوں مانگوں جینے کی دعائیں کون کرے	یہ دنیا ہو یا وہ دنیا اب خواہش دنیا کون کرے	احسنؔ جذبی
مقتلِ شوق کے آداب نرالے ہیں بہت	دل بھی قاتل کو دیا کرتے ہیں سر سے پہلے	سردارؔ جعفری
محتسب کی خیر اونچا ہے اسی کے فیض سے	رند کا ساقی کا مے کا خم کا پیمانے کا نام	فیضؔ
مجھ کو تو خونِ دل ہی پینا ہے	دستِ ساقی میں گر ہے جام تو کیا	سلامؔ سندیلوی
منزلیں عشق کی الاماں الاماں	ہر نفس کشمکش ہر قدم امتحاں	اقبالؔ صفی پوری
میکشی اب مری عادت کے سوا کچھ بھی نہیں	یہ بھی اک تلخ حقیقت کے سوا کچھ بھی نہیں	جاںنثار اخترؔ
مری زندگی پہ نہ مسکرا مجھے زندگی کا الم نہیں	جسے غم سے شہ ہو واسطہ وہ خزاں بہار سے کم نہیں	شکیلؔ بدایونی
مرا کفر حاصلِ زہد ہے مرا زہد حاصلِ کفر ہے	مری بندگی ہے وہ بندگی جو بتوں کے حرم نہیں	〃 〃
میں کوئی پتھر نہیں انسان ہوں	کیسے کہہ دوں غم سے گھبراتا نہیں	〃 〃
میں نظر پی رہا تھا تو یہ دل نے بددعا دی	ترا ہاتھ زندگی بھر کبھی جام تک نہ پہونچے	〃 〃
میری یادوں کے افق پر آپ کے وعدوں کے چاند	اس قدر چمکے نہیں ہیں جس قدر گہنائے ہیں	ندیمؔ قاسمی
مچل مچل کے ابھرتی ہے جب چراغ کی لو	میں سوچتا ہوں کہ ان لرزشوں میں تو، تو نہیں	〃 〃

میں خزاں میں بھی پرستار رہا ہوں اس کا	موسمِ گل میں چمن زار کو کیسے چھوڑوں	سلام مچھلی شہری
حرمت کی قسم تیری خوشی کے واسطے اکثر	سرابِ دشت کو آبِ رواں کہنا ہی پڑتا ہے	جگن ناتھ آزاد
موسمِ گل ہے، بادل چھائے کھنک رہے ہیں پیمانے	کیسی توبہ، توبہ توبہ، توبہ تڑ جام کرو	نثار اٹاوی
میں ابھی سے کس طرح ان کو بیوفا کہوں	منزلوں کی بات ہے، راستے میں کیا کہوں	نشور واحدی
معشوق ہے آئینہ طلب کرے تو کیا دور	دوشیزہ ہے انداز بہک جائے تو کیا ہو	〃 〃
میری مژہ غم پر لرزاں ہے حقیقت سی	ان کے لب لعلیں پر افسانہ مچلتا ہے	〃 〃
مرا دل نہ تھا صنم آشنا کہ تری ادا پہ نظر پڑی	وہ نہ جانے کونسا وقت تھا کہ بنا خونِ جگر پڑی	〃 〃
ملت کی راہ و رسم محبت کے باوجود	وہ حسنِ آشکارا ابھی ایک راز ہے	ظہیر کاشمیری
مجھے سہل ہو گئیں منزلیں وہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے	ترا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا کہ چراغ راہ میں جل گئے	مجروح سلطانپوری
میں تو جب جانوں کہ بھر دے ساغرِ ہر خاص و عام	یوں تو جو آیا وہی پیرِ مغاں بنتا گیا	〃 〃
میری نظریں ان کا چہرہ ان کی نظریں میرا دل	مل گئے تھے راز دار و رازداں کل رات کو	خمار بارہ بنکوی
ملامتوں سے جنوں میں نہ کچھ کمی آئی	جراحتوں سے بڑھی زخم دل کی رعنائی	پیام فتحپوری
میں ان کے سامنے سے گزرتا ہوں اس لئے	ترکِ تعلقات کا احساس مر نہ جائے	فنا نظامی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی	مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا	ساحر لدھیانوی
مرا الحاد تو خیر ایک لعنت تھا سو ہے اب تک	مگر اس عالمِ وحشت میں ایمانوں پہ کیا گزری	〃 〃
مجھے ستانے پہ موقوف تھی خوشی ان کی	مجھے مٹا کے مرے دشمنوں نے ہاتھ ملے	عنوان چشتی

منزلیں پاؤں پکڑتی ہیں ٹھہرنے کیلئے	شوق کہتا ہے کہ دو چار قدم اور سہی	ساحر لکھنوی
مژہ برسات کا چاہو تو ان آنکھوں میں آ بیٹھو	سفیدی سے، سیاہی ہے، شفق ہے، ابر باراں ہے	نا معلوم
منزل جسے سمجھتے تھے یارانِ قافلہ	پہونچے جو اس جگہ تو فقط سنگ میل تھا	ذکی نا کوروی
ہر ہم کیلئے ہر ہم بھی گئے ہر ہم کی قسم ہر ہم نہ ملا	ہمدم کیلئے ہم دم سے گئے ہمدم کی قسم ہمدم نہ ملا	نا معلوم
منھ کو رکھا جو ترے آتشی رخساروں پر	چین تھا دل کو جو نیند آگئی انگاروں پر	انیس لکھنوی

ن

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں	سودا
نازکی اس کے لب کی کیا کہیے	پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے	میر
نہ بک شیخ اتنا بھی واہی تباہی	کہاں رحمتِ حق کہاں بے گناہی	〃
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے	میرا صبر و قرار جاتا ہے	یکرنگ
نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں	انشا
نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر	پڑی اپنی برائیوں پہ جو نہی نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا	بہادر شاہ ظفر
نہیں قلقل عدا دیتا ہے شیشہ دمبدم ساقی	سبو کو خم کو مے کو میکدہ کو مے پرستاں کو	〃 〃
نظر ملا کے کہا مجھ سے میرے ساقی نے	حرام کہتے ہیں جسکو یہ وہ شراب نہیں	صغیر بلگرامی
نہاں تھا دامِ سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	غالب
نہ پھول تھے نہ چمن تھا نہ آشیانہ تھا	چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا	سلامت علی دبیر
نہ دیا ہائے مجھے لذتِ آزار نے چین	دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا	شیفتہ
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر	تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر	اقبال
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی	مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں	〃
نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کیلئے	جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے	〃 〃

نہ کر اتنا ستم ہم درد مندوں پر کہ دنیا میں	مبادا ایک قلم اٹھ جائے تہذیب وفاداری	حسرت موہانی
تمہارا انتشارِ دل ہے سب دنیا و ما فیہا	زمانے بھر کی آبادی ہے ویرانی مرے گھر کی	سلیم پانی پتی
نہ آفریب کہ پروردۂ فنا ہوں میں	بنا ہے برق کے تنکوں سے آشیاں میرا	فانی بدایونی
نشانِ منزلِ جاناں ملے ملے نہ ملے	مزے کی چیز ہے یہ ذوقِ جستجو میرا	وحشت کلکتوی
نام منصور کا قسمت نے اچھالا ورنہ	ہے یہاں کون سا حق گو کہ سردار نہیں	آرزو لکھنوی
نیازِ عشق کو سمجھا ہے کیا اے واعظ ناداں	ہزاروں بن گئے کعبے جبیں میں نے جہاں رکھدی	اصغر گونڈوی
نگاہِ مہر سے ہے آفتابِ عالم پاک	حقیر خاک کے ذروں کو جگمگا تا جا	سرآج لکھنوی
نہ ہا کوئی ادا سبح حسینانِ جہاں	سر بزانو ہیں حسینانِ جہاں میرے بعد	جوش ملیح آبادی
نظر ہو خواہ کتنی ہی حقائق آشنا پھر بھی	ہجوم کشمکش میں آدمی گھبرا ہی جاتا ہے	〃 〃
ناگن کوئی بل کھاتی ہے پیہم کہ ہوا سے	وہ زلف شکن زیرِ شکن کھیل رہی ہے	فراق
نیرنگیٔ روزگار میں کیفِ دوام دیکھ	ساقی کی مست آنکھ سے گردش میں جام دیکھ	〃
نہ اسکے دامن سے ہیں ہی الجھا نہ میرے دامن سے یہ ہی اٹکی	ہوا سے امیر ابگاڑ کیا ہے جو شمع تربت بجھا ہی ہے	مضطر خیرآبادی
نہ دل میں لہو ہے نہ آنکھوں میں آنسو	غموں کی بچھوڑی ہوئی آستیں ہوں	منظر لکھنوی
نادان سہی پہ اتنے بھی ناداں نہیں ہیں ہم	خود ہم نے جان جان کے کتنے فریب کھائے	عندلیب شادانی
نہ ساز و مطربہ جام و ساقی نہ وہ بہار چمن ہے باقی	نگاہِ شمعِ سحر کے پردے پہ نقشِ انجمن ہے باقی	اختر شیرانی
نہ گل کھلے ہیں نہ ان سے ملے نہ مے پی ہے	عجیب رنگ سے اب کے بہار گزری ہے	فیض احمد فیض

نہ فنا ہی نہ بقا ہی مجھے اے کامل نہ ڈھونڈ	میں کسی کا حسنِ خیال ہوں مرا کچھ وجود و عدم نہیں	شکیل بدایونی
نئی صبح پر نظر ہے مگر آہ یہ بھی ڈر ہے	یہ سحر بھی رفتہ رفتہ کہیں شام تک نہ پہونچے	〃 〃
نہ کر خدا کے لئے بار بار ذکرِ بہشت	ہم آسماں کا مکر و فریب کیوں کھائیں	ندیم قاسمی
نہ پوچھو کیا گذرتی ہے دلِ خوددار پر اکثر	کسی بے مہر کو جب مہرباں کہنا ہی پڑتا ہے	جگن ناتھ آزاد
نشاطِ گرمیِ محفل تھی جس کی تابانی	اسی چراغ سے کیوں انجمن میں آگ لگی	ادیب سہارنپوری
نہیں حسن اب شمعِ فانوسِ خانہ	یہ گیسو بکھرتے ہیں شانہ بہ شانہ	نشور واحدی
ناخدا موجوں کی اس نرم خرامی پہ نہ جا	یہی موجیں تو بدل جاتی طوفانوں میں	افسر لکھنوی
نفس نفس تو یہاں رحمتوں کی بارش ہے	ہے بدنصیب جسے زندگی نہ راس آئی	پیارے لکھنوی
نئی بہار نہ سنئے اک نیا چمن کھل جائے	سمجھ سکے کوئی مطلب اگر اشاروں کا	شہزاد
نہیں کچھ اور تو ممکن تھی خودکشی پھر بھی	ہے کوئی بات کہ جیتا ہے آدمی پھر بھی	مسکین احمد نعیم
نظر سے نظر کی لڑی جب نظر	نظر نے نظر کو یا دل نذر	نامعلوم
نہ جا برق کی چمک تھی یا شرر کی لپک	ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا	انیس

و

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا	خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا	خواجہ میر درد
وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لئے	ہر اک چیز سے دل اُٹھا کر چلے	میر
وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا	پھر اسکے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی	〃
وصل میں بھی نہیں جمالِ سخن	اس رسائی پہ نارسا ہیں ہم	منور خاں غافل
وہ نہیں ہوں کہ رُکھائی سے جو ٹل جاؤں گا	آج جانا تھا تو صدر سے تری کل جاؤں گا	آتش
وہ کہہ گئے تھے کہ آئیں گے ہم چراغ جلے	تمام رات چراغوں سے اپنے داغ جلے	ناسخ
وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	غالب
واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو	کیا بات ہے تمہاری شرابِ طہور کی	〃
دستِ جنوں کے جایئے صدقے کہ چین سے	پھیلا پاؤں ہم نے گریباں کے چاک میں	مومن
وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب	تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے	〃
وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی	میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے	شیفتہ
واہ کیا اس گلبدن کا شوخ ہے رنگِ بدن	جامہ آبی اگر پہنا گلابی ہو گیا	اسیر لکھنوی
وہ بھی آنے کو ہیں قیامت بھی	دیکھئے کون پیشتر آئے	جلیل مانکپوری

واعظ کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مُراد	دنیا جو چھوڑ دی ہے، تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے	اقبال
وہ شدت ہے تلاطم کی کہ الاماں جو کچھ ہے دریا ہے	مری کشتی بھی اک موجِ رواں معلوم ہوتی ہے	سیماب اکبرآبادی
وہ زمیں جنکا تھا دیدہ کہ بلندِ عرش پہ نام تھا	انہیں آج فلک نے مٹا دیا کہ مزار تک کا نشاں نہیں	چکبست
وہ عشق کی عظمت سے شاید نہیں واقف ہیں	سو حُسن کروں پیدا ایک ایک تمنا سے	اصغر گونڈوی
وہی حقیقت سے باخبر ہے وہی علمدارِ زندگی ہے	جو وقت کے ساتھ سا بھی ہے جو وقت پر سخت گیر بھی ہے	شفیق
وہ سب کے سامنے اس سادگی سے بیٹھے ہیں	کہ دل چرانے کا ان پر گماں نہیں ہوتا	مجذوب
وہ سرخوشی دیکے زندگی کو شباب سے بہرہ یاب کردے	مرے خیالوں میں رنگ بھر دے مرے لہو کو شراب کردے	حفیظ جالندھری
وہ کون ہیں جنہیں توبہ کی مل گئی فرصت	ہمیں گناہ بھی کرنے کو زندگی کم ہے	آنند نرائن ملا
وہ کیا جانے بھلا ہوتی ہے کیسی عیش کی راتیں	میسر ہنہ جسکو تا سحر تکیہ پہ سر رکھنا	شوکت تھانوی
وہ تو کہیئے آپ کی الفت میں دل بہلا رہا	ورنہ دنیا چار دن بھی رہنے کے قابل نہ تھی	منظر لکھنوی
ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں	تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے	فیض احمد فیض
وہ اگر برا نہ مانیں تو جہانِ رنگ و بو میں	میں سکونِ دل کی خاطر کوئی ڈھونڈھوں سہارا	شکیل بدایونی
وہ تو بحر کی باتیں سنا رہے ہیں مجھے	جو سطحِ بحر پہ دو چار ہاتھ مار آئے	شمیم کرہانی
وہ زندہ ہے جو بہے موجِ وقت کی رو میں	وہ زندہ تر ہے جو طوفاں میں ٹھہرنا جانے	نشور واحدی
وہ عدی کی شبِ خاموش فضا میں دلمیں خلش وہ آئیں نہ آئیں	در پہ لگا ہیں لبِ دعا میں اری محبت ہائے جوانی	خمار بارہ بنکوی
وہاں بھیجا گیا ہوں چاک کرنے پردۂ شب کو	جہاں ہر صبح کے دامن پہ عکسِ شام ہے ساقی	ساحر لدھیانوی

وہ عرضِ غم پہ مری ان کا اہتمام سکوت
تمام سوزشِ تفصیلِ واقعات گئی
کوثر جائسی

وہی بے وجہ اداسی وہی بے نام خلش
راہ و رسمِ دلِ ناکام سے جی ڈرتا ہے
جاوید کمال رامپوری

وہ کیا ہیں بتائیں انہیں خبر کیا جو صحنِ گلشن میں بس رہے ہیں
بہار کا لطف ہم سے پوچھو کہ ہم اسیرِ قفس رہے ہیں
حیات لکھنوی

ی

یاں کی سفید و سیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے	رات کو رو رو صبح کیا صبح کو جوں توں شام کیا	میر
یوسف نہیں جو ہاتھ لگے چند درم میں	قیمت جو دو عالم کی ہے بیعانہ ہے اس کا	آتش
یہ ساعدیں کا ہے اسی عالم کہ جس نے دیکھا ہو وہ بے دم	نیام تیغ قضا میر لقب ہے قاتل کی آستیں کا	ناسخ
یارانِ تیز گام نے منزل کو جا لیا	ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے	حالی
یہ سن کے نصف شب کو درِ میکدہ کھلا	مانگی ہے اک بزرگ نے توبہ گزار نے	ریاض خیرآبادی
یہ مسجد ہے یہ میخانہ تعجب اس پہ آتا ہے	جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی	سائل دہلوی
یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتحِ عالم	جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں	اقبال لاہوری
یہ بھیگی رات یہ ٹھنڈا سماں یہ کیفِ بہار	یہ کوئی وقت ہے پہلو سے اٹھ کے جانے کا	دل ضمیر حسن حالی
یوں نہ کہی کسی طرح جب مری زندگی کی رات	چھیڑ کے داستانِ غم دل نے مجھے سلا دیا	شاہ جہاں پوری سلیم وحید الدین
یہ کس نے شاخِ گل لا کر قریبِ آشیاں رکھ دی	کہ میں نے شاخِ گل لبِ سی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی	سیماب اکبرآبادی
یہ حیاتِ عالمِ خواب ہے، نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے	وہی کفر و دیں میں خراب ہے، جسے علمِ رازِ جہاں نہیں	چکبست
یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی	یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا	اصغر گونڈوی
یہ عشق نے دیکھا ہے یہ عقل سے پنہاں ہے	قطرہ میں سمندر ہے ذرہ میں بیاباں ہے	〃 〃
یہاں کوتاہیٔ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری	جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے	〃 〃

یہ وقت کا انتقام بھی ہے یہ زندگی کا پیام بھی ہے	کہ آج خسرو کے سر کی ٹوپی کلاہِ مزدور ہو گئی ہے	شفیق
یوں زندگی گذار رہا ہوں ترے بغیر	جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں	جگر
یہی تو ہیں دستورِ محکم انہی پہ قائم ہے نظمِ عالم	یہی تو ہے زلزلہ آدم نگاہ میری شہاب تیرا	جوش
یہاں آویزش ہی ٹھیری تو ذرے چھوڑ کر	آدمی خورشید سے دست و گریباں کیوں نہ ہو	〃
یہ انسان نادیدہ الفت کا مارا	خدا جانے کس کس کو سجدہ کریگا	منظر لکھنوی
یہ بھی ہے خیال سا نے کے ساتھ ساتھ	ہم بھی بدل رہے ہیں زمانے کے ساتھ ساتھ	تاثیر
یہ کس کے آستاں پر مجھ کو ذوقِ سجدہ لے آیا	کہ آج اپنی جبیں اپنی جبیں معلوم ہوتی ہے	حسرت
یہی بت شب کے اندھیرے میں جو ہیں نذرِ شوق	یہی بت دن کے اجالے میں خدا ہوتے ہیں	عابد
یہی ہے مطلعِ موزوں یہی ہے جانِ غزل	مری جمال طرازی تمہاری سیم تنی	عرش ملسیانی
یہ فرطِ شوق کہ صورت تری نہیں دیکھی	مگر جبیں تری تعظیم کے لئے خم ہے	نشتر
یادِ ماضی عذاب ہے یارب	چھین لے مجھ سے حافظہ میرا	اختر انصاری
یہاں تو رات کی بیداریاں مسلّم ہیں	مگر وہاں بھی جنہیں انکھڑیوں میں خواب نہیں	مجاز
یہ رنگِ بہارِ عالم ہے کیوں فکر ہے تجھکو اے ساقی	محفل تو تری سونی نہ ہوگی کچھ اٹھ بھی گئے کچھ آ بھی گئے	〃
یہ جب نرگس کی کلیاں کیا جانے کیسے کھلتی ہیں	جو کھلتی ہیں جو ہنستی ہیں اُدھر بھی ہیں بیماروں میں	جذبی
یہ مہر و ماہ و کواکب کی ہم لا محدود	صلائے دعوتِ پرواز ہے بشر کے لئے	حبیب احمد صدیقی
یہ وہ منزل ہے کہ الیاس بھی گم خضر بھی گم	ہائے آوارگیٔ شوق کدھر سے گذرے	تاباں

یہ فکر ہے کہ ان آنسوؤں کے دھوکوں میں	تری خودی کو بھی نیند آگئی تو کیا ہوگا	احسان دانش
یہ سب درست شبِ ہجر کی سحر تو ہوئی	مگر شفق میں مرا خونِ آرزو تو نہیں	احمد ندیم قاسمی
یہ میں اور اسکی یہ وسعتیں یہ مری بنیں تری بنیں	مگر اس میں بھی ہے یہ ضد ہمیں وہ ترا وطن یہ مرا وطن	آزاد
یہ دل والوں سے پوچھو اسکو دل والے سمجھتے ہیں	بگاڑ آئی ہو لفظیں کسی کی یا سنوار آئی	نثار احمد نثار اٹاوی
یقین عشق نہیں اعتبارِ حسن نہیں	یہ وہم کیا مرے دل میں سما گئے ہیں	راز مراد آبادی
یادِ ماضی غمِ امروز امیدِ فردا	کتنے سائے مرے ہمراہ چلا کرتے ہیں	شمیم کرہانی
یہ رات یہ بیکراں اندھیرے	اک دل کا چراغ جل رہا ہے	ظہیر کاشمیری
یادش بخیر تھا کبھی دوش پر آفتاب	وہ دل جو ایک قطرۂ شبنم ہے ان دنوں	خمار بارہ بنکوی
یونہی انسانوں کے شہروں میں ملا اپنا وجود	کسی ویرانے میں اک پھول کھلا ہو جیسے	رسالک لکھنوی
یہ حسنِ خود فروش عجب جنس ہے حسن	وہ بک گئے جو اس کے خریدار ہو گئے	حسن بریلوی
یاد رکھو تو دل کے پاس ہیں ہم	بھول جاؤ تو فاصلہ ہے بہت	محمود ایاز ایاز
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ چاندنی، یہ بہار	نگاہ میں نہ اٹھاؤں تو سب کے سب بیکار	عتیق احمد عتیق
یہ نظمِ عالم ہے کہ درسِ عبرت کہ صبح عشرت بھی شامِ غم ہے	چراغ جلتے تھے جن کے دم سے وہ روشنی کو ترس رہے ہیں	جعفر حیات لکھنوی
یاد آئے ہیں اُف گستہ کیا کیا	ہاتھ اٹھائے ہیں جب دعا کے لئے	ذکی کاکوروی
یہاں ہے جستجو منزل کی بیکار	یہاں منزل نہیں ہے راستہ ہے	〃